REG-E.P-NO 801

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۰۱

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفتہ وار بدر قادیان

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
فی پرچہ ۲ ر

تواریخ اشاعت ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۲ | ۲۸ وفا ۱۳۳۲ ہش ۔ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ ۲۸ جولائی ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۲

نہایت ضروری اعلان
ہفتہ تعلیم

جملہ سکرٹریان تعلیم و تربیت جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں گذارش ہے کہ نظارت ہذا نے مورخہ ۲۳ راگست ۱۹۵۳ء سے ۳۰ راگست ۱۹۵۳ء تک ہفتہ تعلیم منانے کا فیصلہ کیا ہے لہٰذا جملہ جماعتوں کے سکرٹریان اور صاحبان پوری توجہ اور کوشش سے ان دنوں میں ان دوستوں کو جو نماز کا ترجمہ نہیں جانتے انتظام کے ماتحت ترجمہ سکھائیں۔ اگر احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی دوست بھی اس تعلیمی پروگرام سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ تو اُن کو شامل کیا جائے۔

اپنی کارگذاری اور جدوجہد کی رپورٹ نظارت ہذا میں ارسال کرکے مشکور فرمائیں جماعتوں میں اس وقت تعلیم کی طرف کم توجہ ہے۔ لہٰذا پوری جدوجہد سے کام لیا جائے۔ اور کوئی فرد بھی جو نماز کا ترجمہ نہ جانتا ہو اس پروگرام سے باہر نہ رہے۔ خدا تعالیٰ سب احباب کو اس کی توفیق دے۔

ناظر تعلیم و تربیت سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ حضور اقدس آج کل سندھ میں قیام فرما ہیں۔ اور حضور کا پتہ

معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب
ناصر آباد - براستہ کنجیجی
ضلع تھرپارکر -
سندھ : پاکستان -
Distt
Tharparkar
Sindh
(PAK

عقیدت کا سلام

جو کالمے میں جو نظم جناب پنڈت میلارام صاحب وفا ایڈیٹر اخبار ویر بھارت دہلی کا نتیجہ فکر شائع کی گئی ہے۔ یہ اُنہوں نے خود قادیان میں تشریف لاکر اور احمدیہ جماعت کے حالات کو مشاہدہ کرکے لکھی ہے۔ ہم اس کو شکریہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں

اس نظم میں احمدیہ جماعت اور اس کے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر ہے۔ ملک کی تقسیم جو اہلیان وطن کے اخلاق اور کردار کے پرکھنے کی ایک بہترین کسوٹی ہے اس میں احمدیہ جماعت اور اس کے مقدس امام نے اخلاق کا جو نمونہ اور مثال دکھائی ہے۔ اس کی تھوڑی سی جھلک ان اشعار میں پائی جاتی ہے

امتحان اور ابتلاء سے پہلے تو ہر شخص کو اعلیٰ اخلاق اور اطوار کا مالک سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اصل حالت کا پتہ امتحان کے بعد ہی ہوتا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جہاں بڑے بڑے جبار شش اور مشہور شخصیتیں گھنونے اور شرمناک افعال کے مرتکب ہوئے احمدیہ جماعت اپنے اخلاق اور کردار سے اور بھی نمایاں اور دنیا کی نگاہ میں قابل تحسین اور عزت ہو گئی۔ اور مصائب و ابتلاء کی اس بھٹی نے احمدیہ جماعت کو کندن بنا کر باہر نکالا۔

یہ نظم جناب پنڈت صاحب کے ان اثرات کی آئینہ دار ہے۔ جو انہوں نے احمدیہ جماعت کے متعلق اس کے مرکز میں آکر حالات کو مشاہدہ کرکے قبول کئے ہیں یہ نظم احمدیہ جماعت کے اخلاق، رواداری اور حسن سلوک کو ظاہر کرتی ہے۔ جو اس جماعت کی تعلیم کا خاصہ ہے۔ اور جن کو بغیر تعصب کے قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور ان کا زبانی و تحریری طور پر اظہار کرتے رہتے ہیں۔

والفضل ما شهدت به الاعداء

(ایڈیٹر)

عقیدت کا سلام

نتیجہ فکر جناب پنڈت میلارام صاحب وفا ایڈیٹر ویر بھارت دہلی

۱- نیک بندوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا جہاں — ابتدائے آفرینش سے ہے اب انتظام
۲- آج بھی مرزا بشیر الدین احمد، آپ نام — اس جہاں میں ایک ہیں نیکی مجسم لاکلام
۳- موجزن سینے میں ہر دم اپنے بیگانے کا درد — اور خواہاں دیکھنے کے ہر کسی کو شاد کام
۴- خلق کی خدمت میں حاجتمند کی امداد میں — امتیاز ہندو و مسلم سے بالاتر مدام
۵- سینکڑوں ہوا ہیں تقسیم وطن کے بعد بھی — دل کی گہرائی سے ہیں انکی دعاگو صبح و شام
۶- بیسیوں محتاج ہندو، درجنوں محتاج سکھ — سب وظیفہ پاتے ہیں آج تک با التزام
۷- قادیاں میں اور گرد و پیش کے دیہات میں — ہے زبان زد ان کے خیراتی شفاخانے کا نام
۸- مختصر یہ ہے کہ ہر انداز سے ہر رنگ میں — ہر طرف جاری ہے سالہا سال جن کا فیض عام
۹- اور یہ پیروان کے یعنی احمدی فرقے کے لوگ — گامزن رہتے ہیں راہ حق پہ روز و شب تمام
۱۰- آدمیت کا نمونہ ان کا ہے ایک ایک فرد — ہر انسانیت کے پیکر ان کے خاص و عام
۱۱- حلم کی، اخلاص کی، اخلاق کی زندہ مثال — خوش مزاج و خوش خصال و خوش خیال و خوش کلام
۱۲- آشتی و امن ہے ان کا اصول اولین — اور سارے مذہبوں کے ہادیوں کا احترام
۱۳- مسلک ان کا حافظ شیراز کا یہ قول ہے — "با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام"
۱۴- سمجھو بشر نارہنی کو اپنا جہان عزیز — ان کا ہے جذبہ عمل حضرت کا یہ زریں پیام
۱۵- ان روایات حسین کا جو علمبردار ہے — پہنچے اس فرقے کے رہبر کو عقیدت کا سلام

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

آسمان پر اسلام کی فتح کے نشان نمودار ہیں

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی۔ حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو۔ کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔ اور اسلام فتح پائیگا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں۔ مگر انجام کار اُنکے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رُو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملے سے اپنے تئیں بچائے گا۔ بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے۔ جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اُس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اُس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی۔ تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اُس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔" (آئینہ کمالات اسلام $\frac{۲۵۴}{۲۵۵}$ حاشیہ)

اسلام پر بیرونی حملوں کا مقابلہ

"اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اُسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے۔ کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو اُن لوگوں کے حملے سے بچائے۔ جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ سو اے حق کے طالبو سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے۔ جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی۔ کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام کو پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اُٹھانے پڑے کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا۔ کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی۔ کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے۔ کس قدر عیسائیوں میں جا ملے۔ کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہو گئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے رد کے لئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں۔ سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو رد مت کرو اور اُس شخص سے منحرف مت ہو جاؤ۔ اس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا۔ اور جس کی ابتدا سے نبی کریم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اُس کی نسبت لکھا تھا۔ ذرہ نظر اُٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے۔ اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں۔ اور کیسے کروڑہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کر دیا ہے۔ یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکر اور منصوبوں کا طوفان یہ فسق اور فجور کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہے۔ ان سب طوفانوں کو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو۔ اور ایمانا کہو کہ حضرت آدم سے لیکر تا ایندم اس کی کوئی نظیر بھی ہے اور اگر نظیر نہیں تو خدا تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنے کرو جو ہو سکتے ہیں۔ واقعات موجودہ کو نظر انداز مت کرو تا تم پر کھل جائے کہ یہ ضلالت وہی سخت دجالیت ہے۔ جس سے ہر ایک نبی ڈراتا آیا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام $\frac{۲۵۱}{۲۵۴}$)

توحید کے مراتب ثلاثہ اور اُنکی برکات

"عیسائیوں کی یہ سراسر بیہودہ باتیں ہیں کہ مسیح روحانی قیامت تھا اور مسیح میں ہو کر ہم جی اُٹھے حضرات عیسائی یاد رکھیں کہ مسیح علیہ السلام کا نمونہ قیامت ہونا ہرگز ثابت نہیں اور نہ عیسائی جی اُٹھے بلکہ مُردہ اور سب مُردوں سے اول درجہ پر اور تنگ و تاریک قبروں میں پڑے ہوئے اور شرک کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں نہ ایمانی رُوح اُن میں ہے نہ ایمانی رُوح کی برکت بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ توحید کا جو مخلوق پرستی سے پرہیز کرنا ہے۔ وہ بھی اُن کو نصیب نہیں ہوا۔ اور ایک اپنے جیسے عاجز اور ناتوان کو خالق سمجھ کر اُس کی پرستش کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ توحید کے تین درجے ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے جیسی مخلوق کی پرستش نہ کریں نہ پتھر کی نہ آگ کی نہ آدمی کی نہ کسی ستارہ کی۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسباب پر بھی ایسے نہ گریں کہ گویا ایک قسم کا اُن کو ربوبیت کے کارخانہ میں مستقل دخیل قرار دیں۔ بلکہ ہمیشہ مسبب پر نظر رہے۔ نہ اسباب پر۔ تیسرا درجہ توحید کا یہ ہے کہ تجلیات الٰہیہ کا کامل مشاہدہ کر کے ہر ایک غیر کے وجود کو کالعدم قرار دیں اور ایسا ہی اپنے وجود کو بھی غرض ہر ایک چیز نظر میں فانی دکھائی دے بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کامل الصفات کے۔ یہی روحانی زندگی ہے کہ یہ مراتب ثلاثہ توحید کے حاصل ہو جائیں اب غور کر کے دیکھو کہ روحانی زندگی کے تمام جاودانی چشمے محض حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل دنیا میں آئے ہیں۔ یہی اُمت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتی ہے۔ اور اگرچہ رسول نہیں۔ مگر رسولوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان اُسکے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور روحانی زندگی کے دریا اُس میں بہتے ہیں اور کوئی نہیں کہ اُس کا مقابلہ کر سکے کوئی ہے کہ جو برکات اور نشانوں کے دکھلانے کے لئے مقابل میں کھڑا ہو کر ہمارے اس دعویٰ کا جواب دے!!!" (آئینہ کمالات اسلام)

جماعت احمدیہ اور اسکے مقدس امام کی رواداری اور اعلیٰ اخلاق

سردار سوہن سنگھ صاحب کاہلوں ساکن کاہلوان ضلع گورداسپور کی رائے

مورخہ ۱۶ر جولائی کو خاکسار بمعیت جناب مولوی برکات احمد صاحب بی اے ناظر امور عامہ جنگل باغبانان متصل قادیان کی طرف گئے۔ شاہ چراغ کی باغیچی میں پانچ سات پناہ گزین ہندو جو ضلع سیالکوٹ سے آکر قادیان میں آباد ہوئے تھے۔ جماعت احمدیہ کے حسن سلوک اور رواداری کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں ایک سکھ بھائی سردار سوہن سنگھ کاہلوں جو قریب ہی بیٹھے آم چوس رہے تھے۔ جوش میں اور زیادہ قریب ہو گئے اور جذبہ اور جوش سے پُرآواز میں کہنے لگے کہ:-

"آپ تو باہر سے ابھی قادیان آئے ہیں۔ آپ نے مرزا صاحب۔ آپ کے خاندان اور جماعت کے اعلیٰ اخلاق، عمدہ نمونہ اور رواداری کو نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ) ایسے انسان تھے۔ جو دنیا میں ہمیشہ پیدا نہیں ہوتے۔ ان کے دم قدم سے اس علاقہ کی رونق اور ترقی تھی۔ اور دشمن بھی ان کے فیض اور برکت سے زندہ اور قائم تھے۔ وہ ہم اردگرد کے علاقہ کے سکھوں کے ساتھ بھائیوں کی طرح سلوک کرتے تھے۔ اور جب کسی احمدی اور کسی غیر کا معاملہ ان کے پاس آتا تو ہمیشہ رعایت اور نرمی کا برتاؤ غیروں کے ساتھ کرتے تھے۔ وہ ایک بہت بڑے صاحب پرستش اور گرو تھے۔ اور اُن میں بہت بڑی روحانی شکتی اور طاقت تھی۔ ان کے یہاں سے چلے جانے کی وجہ سے اس علاقہ کی رونق اور ترقی جاتی رہی ہے۔ اور ہم اپنے آپ کو ایک بے کس اور یتیم کی طرح سمجھتے ہیں ہماری تو یہ پرارتھنا ہے کہ پرماتما اور واہگورو ان کو پھر واپس لائے۔ اور اُن کا سایہ ہمارے سر پر رہے۔ اُن کی وجہ سے اور اُن کے خاندان کی وجہ سے اور اُن ... ... ہم بہت سکھی تھے۔ ان کی جماعت میں بھی بڑے بڑے اعلیٰ اور بلند اخلاق والے انسان پائے جاتے ہیں۔"

مندرجہ بالا الفاظ سردار صاحب نے پنجابی زبان میں بڑے جوش اور ولولہ سے کہے جو قارئین کرام کے فائدہ کے لئے تحریر ہیں۔

خاکسار (ڈاکٹر) عطر دین درویش ریٹائرڈ ڈپٹی اسسٹنٹ پونا۔ بمبئی حال قادیان

خطبہ جمعہ

مذہب کی اصل غرض اعمال کی اصلاح ہے اور یہ اصلاح کوشش و محنت کے بغیر کبھی نہیں ہو سکتی

اپنے اعمال میں ایسی اصلاح کرو کہ دیکھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ ان کے اور دوسروں کے ایمان میں نمایاں فرق ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ جون ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں گذشتہ کئی ہفتوں سے ربوہ کے لوگوں کو خصوصاً اور تمام احمدیہ جماعت کو عموماً اس طرف

توجہ دلا رہا ہوں

کہ مذہب کی آخر کوئی غرض ہوتی ہے۔ مذہب اصلاح نفس کے لئے آتا ہے۔ عقائد پر بے وقوف لوگ زیادہ زور دیتے ہیں۔ حالانکہ عقائد کا مان لینا کوئی خرچ نہیں چاہتا۔ لوگ بڑی سے بڑی بات مان لیتے ہیں۔ اور بڑی سے بڑی بات کا انکار کر دیتے ہیں۔ مگر اس پر ان کا کوئی خرچ نہیں آتا۔ ایسے لوگ دنیا میں موجود ہیں۔ جو اشتعال دلانے پر کہہ دیتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے رسول کیا چیز ہے۔ ہم نہیں جانتے قرآن کریم کیا چیز ہے پھر وہ لوگ بھی موجود ہیں جو معمولی سا لالچ دلانے پر اپنا مذہب تبدیل کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ میرے پاس اس قسم کے اکثر خطوط آتے رہتے ہیں۔ کہ احمدیت بڑی اچھی چیز ہے میں اس پر ایمان لا چکا ہوں، مگر آپ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے ساتھ کھانا پینا بھی لگایا ہوا ہے۔ اگر میں احمدی ہو جاؤں۔ تو آپ کیا دیں گے۔ ایک شخص دوسروں کے ورغلانے سے یا اپنے باطنی گند کی وجہ سے یہ خیال کر لیتا ہے کہ اگر مجھے کچھ پیسے مل جائیں۔ تو میں اپنا مذہب بدل لوں۔ پس دنیا میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے بعض بڑی بڑی چیزیں چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اسی طرح بعض بڑی بڑی چیزیں کسی قربانی کے بغیر قبول کر لیتے ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی ہستی کو لے لو۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کتنی بڑی ہے لیکن اگر ہم سوچیں کہ خدا ہے یا خدا ایک ہے تو اس میں ہاتھ ہلانے زبان ہلانے یا روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ دل میں خیال آیا اور مان لیا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں پانی پینے کے لئے کتنی حرکت کرنی پڑتی ہے۔ اگر کسی شخص نے پانی پینا ہے اور اس کے پاس اس کا کوئی نوکر یا رشتہ دار موجود نہیں۔ تو اسے کوزہ پانی کا ہاتھ میں پکڑنا پڑتا ہے۔ پھر کھڑا ہو کر اسے اٹھانا پڑتا ہے۔ پھر مٹکے سے بھرنا پڑتا ہے۔ پھر پانی ہونٹوں تک اٹھا کر لے جانا پڑتا ہے۔ پھر ہونٹوں میں کشش پیدا کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ وہ پانی کو منہ کے اندر لے جائیں۔ پھر گلے میں حرکت پیدا کرنی پڑتی ہے کہ وہ پانی کو معدہ میں لے جائے۔ اتنی کوشش کے بعد ہم ایک کوزہ پانی پیتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو خالق و مالک ماننے میں ہمیں اس کا ہزارواں حصہ بھی حرکت نہیں کرنی پڑتی۔ پس

عقائد کا ماننا

اور انہیں چھوڑنا کوئی کوشش اور محنت نہیں چاہتا۔ وہ لوگ بے وقوف ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے بعض عقائد کو مان لیا ہے۔ ہمیں عمل کی ضرورت نہیں۔ عقائد سے بڑی چیز بھی دنیا میں کوئی نہیں۔ لیکن ماننے کے لحاظ سے ان سے چھوٹی چیز بھی دنیا میں کوئی نہیں۔ کیونکہ ان کے لئے کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔ بے شک جو لوگ ان عقائد کو نہیں مانتے۔ ان تک پہنچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ ساری کوششیں محض اس لئے ہوتی ہیں کہ انسان صداقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اگر انسان صداقت کو ماننے کے لئے تیار ہو جائے۔ تو اس کے لئے کسی مبلغ اور سمجھانے والے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ خود ہی صداقت پر ایمان لا سکتا ہے۔ لیکن

عمل کا حصہ

چاہے کتنا چھوٹا ہو اس کے لئے کوشش اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ دوسرے شخص سے مدد بھی لینی پڑتی ہے۔ مثلاً ایک شخص بیمار ہے تو اسے ایک کوزہ پانی کے لئے بھی دوسرے شخص کی مدد کی ضرورت ہے۔ یا اگر وہ پیشاب اور پاخانہ کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ ہل کر دوسری جگہ نہیں جا سکتا تو اسے پیشاب اور پاخانہ کرنے کے لئے ایک یا دو آدمیوں کے سہارے کی ضرورت ہوگی۔ لیکن خدا کو ایک ماننے کے لئے کسی سہارے اور قربانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دنیا کو جو چیز نظر آتی ہے وہ تمہارے اعمال ہیں۔ اگر تم میں دیانت نہیں پائی جاتی کسی کی چیز کو واپس دینے میں تم بہانے بناتے ہو۔ کسی کو سودا دینے لگتے ہو۔ تو کم تول کر دیتے ہو۔ تو تمہیں ہر شخص دیکھتا ہے اور تمہارے متعلق فیصلہ کرتا ہے کہ تمہارے اندرونے کی کیا حالت ہے۔ دنیا کے لئے تم کس حد تک مفید ہو یا مضر ہو آخر

دو ہی صورتیں ہیں

کچھ لوگ ایسے ہیں۔ کہ سارا جھگڑا پیٹ کا ہے۔ اگر روٹی مل جائے تو سب کچھ ہے۔ مثلاً کمیونسٹ ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ ہماری اصل غرض پیٹ کا بھرنا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ خدا ہے نبی ہے یا کوئی کتاب ہے۔ ان کے نزدیک عقائد خوبصورت نظریات کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان کے نزدیک یہ سب فضول باتیں ہیں۔ وہ محنت کر کے روپے کما لیتے ہیں۔ اور پیٹ بھر لیتے ہیں۔ یہی ان کی سب سے بڑی غرض ہے۔ دوسرے لوگ جو مذہب کو فوقیت دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ ہے۔ تو ہمیں اس نے کیا دیا ہے۔ بے شک ہمیں

خدا تعالیٰ کی ہستی

کی ضرورت ہے۔ لیکن حال یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ موجود ہے تو اس نے ہمیں کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ ہم نے دوسروں سے لڑائیاں کیں۔ چند عقائد بنا لئے۔ اور دوسروں سے جھگڑے مول لئے لیکن اس کا فائدہ کچھ بھی نہ ہوا۔ وہی دھوکہ بازی لڑائیاں۔ بغض۔ کینے اور دھوکہ۔ فریب اور فساد دنیا میں موجود ہیں۔ پھر ہمیں خدا تعالیٰ کا کیا فائدہ۔ اگر خدا ہوتا۔ تو ہماری ان باتوں کا کوئی نتیجہ نکلتا۔ ٹھنڈے پانی کے قطرے سے جسم ٹھٹھر جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ پر ایمان لانے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اگر کسی کو کھوٹا پیسہ بھی مل جائے تو وہ اس سے بھی ایک چھٹانک چنے خرید لیتا ہے۔ لیکن خدا پر ایمان لانے سے اتنا فائدہ بھی لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

ایک شخص تھا۔ اس کے دماغ میں کوئی نقص پیدا ہو گیا تھا۔ انسان جس قوم سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ پاگل ہو جائے۔ تو وہ اسی قوم کی باتوں کی سی باتیں سوچتا ہے۔ مثلاً جس قوم میں الہام پر زور دیا جاتا ہے اس کا فرد پاگل ہونے پر الہامی باتیں ہی سوچتا ہے۔ اپنی جماعت میں میں نے دیکھا ہے کہ جس کسی کا دماغ خراب ہو جاتا ہے وہ نبی یا ولی بن جاتا ہے۔ ہمارے مدرسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک چپڑاسی تھا۔ جس کا نام محمد بخش تھا۔ اس کے دماغ میں نقص پیدا ہو گیا تو اس نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ اس نے سکول کے لڑکوں سے کہا۔ کہ مجھے مان لو۔ لڑکوں نے جواب دیا۔ کہ ہم تمہیں کیوں مان لیں۔ وہ کہنے لگا تم نے

مرزا صاحب کو بھی مانا ہے

مجھے بھی مان لو۔ بعض لڑکوں نے کہا۔ ہم نے مرزا صاحب کو اس لئے مانا ہے۔ کہ آپ کے متعلق نشانات دیکھے ہیں۔ اس نے کہا میرے پاس بھی نشانات ہیں۔ لڑکے باریکیاں نہیں سمجھتے۔ ایک لڑکے نے کہا۔ مرزا صاحب انگریزی نہیں جانتے لیکن آپ کو انگریزی میں الہام ہوتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے بھی انگریزی میں الہام ہوتے ہیں حالانکہ میں انگریزی نہیں جانتا۔ لڑکوں نے کہا۔ اچھا کوئی الہام سناؤ۔ اس پر اس نے کہا۔ مجھے الہام ہوا ہے آئی دش ڈٹا ر[illegible] (باقی صفحہ ۹)

اس نے آئی ڈی (I.D) اور دوٹ (Vote) کے الفاظ سنے تھے۔ لیکن اُسے یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ ان الفاظ کے معنے کیا ہیں۔ لڑکوں نے اس کا نام ہی آئی ڈی دوٹ رکھ دیا۔ پس قدرتی طور پر ہر ایک شخص یہ سوچتا ہے کہ

اگر ہمیں خدا ملا ہے

تو ہمیں کیا فائدہ پہنچا ہے۔ وہ شخص پاگل تھا اس نے کہا۔ مجھے خدا مل گیا ہے۔ لیکن ایک بچے کو بھی اتنی عقل ہوتی ہے۔ کہ اگر خدا ملے تو اس سے کچھ فائدہ ہونا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک احمدی تھا۔ وہ پاگل ہو گیا۔ اس نے

صوفیاء کی باتیں

سنی ہوئی تھیں۔ اس لئے جب اس کا دماغ خراب ہوا۔ تو اس نے یہی باتیں کہنی شروع کر دیں۔ کہ میں نبی ہوں۔ ولی ہوں۔ میں عرش پر نمازیں پڑھتا ہوں۔ وہ قادیان آگیا تھا۔ اس کے دماغ پر یہ اثر تھا۔ کہ وہ بڑا آدمی بن گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے موسیٰ اور عیسیٰ کہتا ہے۔ اس لئے وہ مسجد میں نہیں آتا تھا۔ مہمان خانہ میں ہی رہتا تھا۔ لوگوں نے اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ یہ شخص بیمار ہو گیا ہے۔ اور کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے کہتا ہے کہ تو محمدؐ بن گیا ہے۔ تو موسیٰ بن گیا ہے تو عیسیٰ بن گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہیں الہام ہوتا ہے کہ تم محمدؐ بن گئے ہو۔ تو کیا وہ

محمدیت والی برکات

بھی تمہیں دیتا ہے۔ یا جب وہ کہتا ہے۔ کہ تم موسیٰ بن گئے ہو۔ یا عیسیٰ بن گئے ہو۔ تو جو باتیں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو ملی تھیں۔ خدا تعالیٰ وہ باتیں تمہیں بھی دیتا ہے۔ وہ کہنے لگا خدا تعالیٰ دیتا تو کچھ نہیں۔ صرف یہ کہتا ہے۔ کہ تم محمدؐ بن گئے ہو۔ تم موسیٰ بن گئے ہو۔ تم عیسیٰ بن گئے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شیطان ہے۔ جو تمہیں ایسی باتیں کہتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو محمد کہتا ہے۔ تو وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی برکات بھی اُسے دیتا ہے۔ اگر کسی کو موسیٰ اور عیسیٰ بناتا ہے۔ تو موسیٰ اور عیسیٰ والی برکات بھی اسے دیتا ہے۔

پس جب خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ تم مومن ہو۔ تو وہ

مومن والی برکات

بھی تمہیں دیتا ہوگا۔ صرف یہ کہنا کہ تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مان لیا ہے اس سے تمہیں یا دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس کام کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اس سے اگر تم نے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ تمہیں سچ بولنے کی عادت نہیں۔ تم میں دیانت نہیں پائی جاتی۔ تمہیں محنت کی عادت نہیں۔ تم میں

حسن سلوک اور مہربانی کی عادت

نہیں۔ تم میں مظلوموں اور بیواؤں کی مدد کرنے کی عادت نہیں۔ تو تم نے خدا تعالیٰ کو مان کر کیا پایا۔ ابھی میں نے بازار کے انتظام کے لئے ایک افسر مقرر کیا ہے۔ جب وہ کھانڈ کے ڈپو پر گیا تو اس نے دیکھا کہ ڈپو ہولڈر کا سیر کا بٹہ ہی پر چھٹانک کا ہے۔ جب اُسے کہا گیا۔ کہ تم کھانڈ کم تول کر کیوں دیتے ہو۔ تو اس نے کہا ہمیں کم ملتی ہے۔ اسی لئے ہم دوسروں کو کم دیتے ہیں۔ حالانکہ جہاں تک میں نے تحقیقات کی ہے

مجھے معلوم ہوا ہے

کہ گورنمنٹ سٹاک زیادہ دیتی ہے تا نقصان پورا ہو سکے۔ اسی طرح برف والوں کو بلایا گیا۔ تو ایک دکاندار نے کہا ہمیں نو روپے میں چار من برف ملتی ہے۔ پھر نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے نقصان ملا کر ہمیں دو من برف دس روپے میں پڑتی ہے۔ اس لئے ربوہ میں تین آنے فی سیر بیچنے میں ہمیں نہایت قلیل نفع ملتا ہے۔ چار آنہ فی سیر بیچیں تب بھی زیادہ نفع نہیں ہوتا۔ حالانکہ نقصان کے بعد بھی اگر انہیں پچاس فی صدی نفع مل جائے۔ تو انہیں کیا چاہیئے۔ دوسرے لوگوں کو روپیہ کے بعد ایک آنہ یا دو آنے ملتے ہیں۔ اگر روپیہ کے بعد ایک آنہ ملتا ہے تو اُسے سولھواں حصہ نفع ملتا ہے۔ اور اگر دو آنے ملتے ہیں۔ تو

آٹھواں حصہ نفع

ملتا ہے۔ لیکن انہیں ایک روپیہ کے بعد ایک آنہ ملنے کی بجائے ایک آنہ پر دو پیسے مل جائیں۔ تو اور کیا چاہیئے۔ لیکن اس دکاندار نے پھر بھی یہی کہا۔ کہ ہم پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ ہمیں دو آنہ فی سیر برف گھر پڑتی ہے اور تین آنہ فی سیر بیچنے کو کہا جاتا ہے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے جو ہم پر کیا جا رہا ہے میں نے کہا۔ دکاندار سے کہا جائے۔ کہ وہ تمام لوگوں سے یہ واقعہ بیان کرے کہ سارے نقصان ملا کر مجھے دو آنے فی سیر برف گھر پڑتی ہے۔ اور مجھے تین آنہ فی سیر بیچنے کو کہا جاتا ہے۔ اور اس طرح مجھ پر ظلم کیا جاتا ہے۔ وہ آدمی سنتا ہے جیا تھا۔ کہ بازار میں یہ بات کہتا رہا۔ اب تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ ایسے دیا انسان بھی کہیں مل سکتا ہے۔ اگر اس میں انسانیت ہوتی۔ تو ایسا کبھی نہ کرتا اور یہاں سے چلا جاتا۔ کہ میری کمینگی اور میرا ظلم کھل گیا ہے۔

بیہودہ نزدیک

ان لوگوں نے یہ بھی جھوٹ بولا ہے۔ کہ نو روپے میں چار من برف ملتی ہے۔ ایک احمدیہ کمپنی کو گوجرہ میں برف کی ایک مشین ملی ہے۔ وہاں سے رپورٹ ملی ہے۔ کہ ایک من برف کا ریٹ ۱/۱۲/- روپیہ مقرر ہے۔ اور جب تحقیقات کرائی گئی۔ تو چنیوٹ سے پتہ لگا ہے کہ چھ روپے کو چار من کا ایک بلاک ملتا ہے۔ گویا گوجرہ میں ۱/۱۲/- روپیہ کو ایک من برف ملتی ہے۔ اور چنیوٹ میں ۱/۸/- روپیہ کو۔ اگر یہ بات درست ہے اور ۱/۸/- روپیہ ہی نقصان لگا لو۔ تو یہ تین روپے فی من ہو گئے۔ گویا سارے خرچ لگانے کے بعد بھی قریباً ایک آنہ تین پائی فی سیر پڑی۔ اب دکاندار کو ۰/۳/- فی سیر کے حساب سے بیچنے کو کہا گیا۔ تو اس میں کونسا ظلم ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک یہ لوگ گاہکوں کی کھال نہ کھینچ لیں۔ اور ان کے کپڑے نہ اتار لیں ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایسا ظالم اگر کہے کہ میں ایمان لے آیا ہوں۔ تو اس سے کیا بنتا ہے۔ وہ ایمان کا بے شک دعویٰ کرتا رہے۔ لیکن احمدیت تو الگ رہی۔ ایک ہندو۔ سکھ اور ایک دہریہ خاندان سے تعلق رکھنے والا آدمی بھی اتنا ظالم نہیں ہوتا۔ پس تمہارا کام ہے کہ تم اس بے ایمانی کو دور کرو۔ یہ نہیں کہ تم صرف عمل کراؤ۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ ظاہر صاف ہو اور باطن گندہ رہے۔ طاقت کے استعمال سے مکمل اصلاح نہیں ہوتی طاقت سے ظاہر کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن دل کا گند باقی رہتا ہے۔ اس لئے جب بھی تمہاری طاقت کم ہو جائے گی۔ تو یہ لوگ بگڑ جائیں گے۔ تمہارا کام ہے کہ تم اخلاق سے تدبیر سے اور اپنی نفرت سے یہ ثابت کر دو۔ کہ تم اس بے ایمانی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ جب تمہارے ہمسایہ سے بے ایمانی نکل جائے گی۔ تو تم محفوظ ہو جاؤ گے صحابہؓ کی دیانت کو دیکھو۔ ایک صحابیؓ دوسرے صحابیؓ کے پاس گھوڑا بیچنے گئے۔ اور کہا میرا گھوڑا مثلاً دو ہزار روپیہ کا ہے لیکن دوسرے صحابیؓ نے کہا۔ میں اسے تین ہزار روپیہ میں خریدنا چاہتا ہوں۔ میں گھوڑوں کا کاروبار کرتا ہوں۔ تمہیں پتہ نہیں۔ کہ یہ گھوڑا کتنی قیمت کا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ یہ گھوڑا تین ہزار روپے کا ہے۔ گھوڑے کے مالک نے کہا۔ میں نے اس کی قیمت دو ہزار روپے لگائی ہے۔ میں اس سے زیادہ نہیں لوں گا۔ تو دیکھو یہ کتنی شاندار لڑائی تھی۔ ایک کہتا ہے۔ میں اس گھوڑے کے دو ہزار روپے لوں گا۔ لیکن دوسرا کہتا ہے۔ نہیں میں اس کے تین ہزار روپے دوں گا۔ لیکن

تمہارا یہ حال ہے

کہ دو آنے کی چیز کی قیمت تین آنے مقرر کی جائے تو پھر بھی اُسے ظلم کہتے ہو۔ اگر تم مہاجر ہو تو کیا ہوا کیا دوسرے لوگ مہاجر نہیں۔ بسا اوقات دوسرا آدمی تم سے زیادہ مصیبت میں ہوتا ہے۔ لیکن تمہاری یہ حالت ہے۔ کہ لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے تم دوسروں سے زیادہ کھا رہے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ یہاں کے بعض دکانداروں کی حالت قادیان سے اچھی ہے۔ پس میں دکانداروں سے کہتا ہوں کہ تم یہ سب بے ایمانیاں ترک کر دو۔ اور دوسروں کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم یہ بے ایمانیاں ترک کراؤ۔ برف ایسی چیز ہے کہ اگر تم میں حس ہوتی۔ تو دو دکاندار دو دن میں سیدھے ہو جاتے۔ آخر وہ علاقے بھی ہیں۔ جہاں برف نہیں ملتی۔ اگر تم ایک دن اکٹھے ہو کر یہ فیصلہ کر لیتے۔ کہ ہم برف نہیں لیں گے۔ تو جو دکاندار اب دو آنے فی سیر بیچنے کو بھی ظلم کہہ رہے ہیں۔ وہ تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتے اور کہتے۔ تم ڈیڑھ آنہ فی سیر لے لو۔ ہمیں ایک غیر مبائع دوست نے کہا ہے۔ کہ اگر مجھے دکان کی اجازت دی جائے۔ تو میں پانچ پیسے فی سیر کے حساب سے برف بیچوں گا۔ میں نے کہا۔ یہ لوگ مہاجر ہیں۔ پہلے انہیں سمجھا لو۔ اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی۔ تو ہم مجبور ہو کر ایسا انتظام کریں گے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ برف پانچ پیسے فی سیر بکتی ہے کہ نہیں۔ جب تک تم

اپنے نفس کی اصلاح

نہیں کر لیتے جب تک دیکھنے والا یہ نہ کہے۔ کہ ان لوگوں کے ایمان میں اور ہمارے ایمان میں فرق ہے جب تک وہ یہ نہ کہے کہ خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ پر ایمان لا کر ان لوگوں کے عمل میں بھی نیکی پیدا ہو گئی ہے۔ جب تک وہ یہ نہ کہے کہ قرآن کریم کو ماننے کے نتیجہ میں ان لوگوں کے کاروبار میں بھی دیانت آگئی ہے۔ اس وقت تک

تمہارا ایمان اور تمہارے عقائد

چیتھڑوں اور کاغذ کے ٹکڑوں کے برابر بھی نہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ بے کار چیزیں ہیں۔

اعلان نکاح

مورخہ ۱۹ ۵۳ء انگلزڈ جمعہ ناصر آباد اسٹیٹ سندھ میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ ہاجرہ بی بی دختر محترم عبدالرزاق صاحب کتور پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہیلی کا نکاح چوہدری مبارک علی صاحب واقف زندگی مبلغ ہیلی ولد چوہدری بانے خاں صاحب (مرحوم) کے ساتھ اڑھائی ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ تعلق جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ سعید احمد بی۔ اے۔ آنرز صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان

«خونی احکام»

از جناب سید ارشد علی صاحب آف لکھنؤ

دنیا کی مذہبی تحریکوں میں "تحریک بہائیت" مغلق اور راز در راز ہونے کے لحاظ سے ایک ایسی تحریک ہے۔ جس کی بدیہی نوعیت ایک پہیلی یا چیستان سے زیادہ اور کچھ نہیں دعویٰ۔ دلیل۔ صداقت وحقیقت۔ یہ امور مسلّم گویا "بہائی" تحریک کے ساتھ ضدین کی نسبت رکھتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ عقل کو کسی ناقابل بیان جگہ پہ دفن کر دینے میں "بہائیت" کا بول بالا رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

اظہار حق | حاجز نے "بہائیت" کے ہاتھوں عقل کو بری طرح بے طرح دفن کر دینے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ ممکن ہے بعض ناظرین خاکسار کے مذکورہ الفاظ کو حد درجہ اخلاق سے کچھ بڑھا ہوا خیال کریں۔ اس لئے میں اپنے دعوے کے ثبوت میں سب سے پہلے یہی بات پیش کرتا ہوں کہ "بہائی" لوگ عقل کے کتنے بڑے دشمن ہوتے ہیں۔

بہائی شمع دان | مسلمان تو مسلمان تمام عالم انسانیت پر بہائیت اور بابیت نے جتنے لرزہ خیز مظالم ڈھائے ہیں ان کا اعادہ کرتے ہوئے دل و دماغ پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ جسے کوئی درد مند انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ بہائی مردوں مردان کی عورتوں نے غریب مسلمانوں پر ایسے دل ہلا دینے والے ظلم توڑے ہیں۔ جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔ لیکن برا ہو ابلیس مفاد کا ایک صد نہیں درجنوں بہائی صرف پیٹ کے لئے مظلوم مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے اور اپنے بھیانک اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے کیسے کیسے شرمناک مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں بہت ہی اختصار کے ساتھ بہائی صاحبان کا ایک سرتاپا جھوٹا قصہ پیش کرتا ہوں۔ بہائی رسالے "بہائی میگزین دہلی" میں مسلمانوں کو معاد کہتے ہوئے لکھا ہے "جسم میں موم بتیاں گاڑ کر جلائیں اور شہر کا گشت کرایا" ایک بہائی شہید اعظم کی المناک مظلومیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "حاجی سلیمان مشہور شہید ان سے ہیں۔ آپ کے جسم میں سوراخ کر کے اٹھارہ موم بتیاں ٹھونس دی گئیں"۔ آپ نے ہنستے ہنستے فرمایا۔ کہ ایک اور سوراخ کردو۔ (تاکہ انیس پوری ہو جائیں) یہ اس لئے کہ ۱۹ کا عدد اہل بہاء کے ہاں متبرک سمجھا جاتا ہے۔ الغرض ۱۹ موم بتیاں ٹھونس کر جلائی گئیں۔ اور شہر کا گشت کروایا گیا۔ حاجی سلیمان خاں انتہائی جوش مسرت میں تھے۔ ہنستے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

"جام آدم باز آدم از راہ شیراز آدم ما
با عشوۂ ناز آدم ھذا جنون العاشق"

اس پر جلادوں نے کہا۔ اے سلیمان اگر موت تجھے اتنی پیاری ہے۔ تو تو ناچتا کیوں نہیں۔ اس پر حاجی صاحب نے رقص شروع کر دیا۔ ناچتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے

"یک دست جام بادہ و یک دست زلف یار
رقصے چنیں میانۂ میدانم آرزو است"

(بہائی میگزین دہلی مئی و جون ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۳۷)

جھوٹی مظلومیت اور بہائی عشق بازی کی عبرت ناک درگت کا مضحکہ خیز نقشہ بہائی میگزین کے مدیر محترم صاحب نے بلا مبالغہ جن سچے الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ آپ کی جان سے دور آپ ہی کا حصہ تھا۔ اور دیر آپ کے بہائی ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ ناظرین ذرا انصاف سے غور فرمائیں کہ بہائیوں کے "شہید اعظم" جناب حاجی صاحب کا جسم مبارک گوشت و پوست کی بجائے شاید ٹاٹا آئرن اسٹیل کا بنا ہوا کوئی فولادی ڈھانچہ ہوگا۔ ورنہ گوشت و پوست کے جسم میں انیس موم بتیاں ٹھونسنے کی بہائی بلاغت و صداقت کسی صاحب فہم انسان کی سمجھ میں تو آ نہیں سکتی۔ اور یہ بہائی شاعری اہل بہاء کے معیار شاعری کے اعتبار سے تو شاید قابل داد ہو۔ لیکن سچائی کے اعتبار سے اس سے زیادہ قابل نفرت جھوٹ دنیا کی تاریخ میں تو کہیں مل نہیں سکتا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

کسی انسان کے جسم میں اٹھارہ موم بتیاں ٹھونسنے کے لئے یا تو برمے سے کم و بیش تین تین انچ گہرے سوراخ کئے جائیں۔ یا ہتھوڑے سے بہت لمبی فولادی میخیں ٹھونکی جائیں۔ ان دونوں صورتوں میں جسم سے بہ جو خون کے دریائی فوارے جاری ہوں گے ان کے بے پناہ بہاؤ کے بعد کسی انسان کا زندہ رہنا۔ ناچنا۔ کودنا۔ عشق و عاشقی کے گیت گانا اور پیدل شہر کی گشت کرنا۔ یہ سچائی کی توہین کرنے والی مضحکہ خیز باتیں کیا کسی صاحب انصاف اور سمجھ دار آدمی کی سمجھ میں آ سکتی ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے بے باک اور بے دریغ جھوٹ بولنے والے لوگوں پر خدا ہی رحم کرے۔

داستان شہادت | یہ قابل نفرت اور ننگ انسانیت سرتاپا جھوٹی داستان شہادت کیوں گھڑی گئی۔ اس کا اصل سبب بابی اور بہائیوں کے وہ لرزہ خیز مظالم ہیں جو جناب باب کے حکم سے عام انسانیت پر ایسی سفاکی اور درندگی سے ڈھائے گئے ہیں۔ جن کے تصور سے انسان تو انسان بہائم اور خونخوار درندے بھی پناہ مانگتے ہیں۔

خونی احکام | دنیا کی تاریخ میں انسانوں نے انسانوں پر مظالم کئے ہیں۔ وہ حکایتی اور تاریخی رنگ میں دنیا میں محفوظ ہیں۔ لیکن میں جن بابی مظالم کو بدیہی رنگ میں ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں وہ کوئی محض واقعاتی حقیقت یا صرف کچھ خونریز واقعات ہی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک مدعی الوہیت کے وہ … احکام ہیں۔ جو غیروں کی بجائے خود بابیوں نے اپنی خدائی شریعت کی اشاعت کے لئے ایک خدائی کتاب کی صورت میں شائع کئے ہیں۔ ان احکامات کو نقل کرتے ہوئے خاکسار کے دل و دماغ کی کیا حالت ہے۔ میں خود اسے بیان نہیں کر سکتا۔ بلکہ مجھے خدشہ اور افسوس ہے کہ ناظرین کے قلوب پر اس بربریت کے مشاہدے کے بعد کیا گذرے گی۔ بہرکیف میں ناظرین سے معافی چاہتے ہوئے "اظہار حق" کے لئے مجبوراً چند بابی احکام پیش کرتا ہوں۔

بابی احکام | پہلا حکم:۔ جو لوگ علی محمد باب پر ایمان نہیں لائے وہ پلید ہیں اور واجب القتل ہیں۔" چنانچہ نقطۃ الکاف مقدمہ صفحہ ۵ میں لکھا ہے۔

"ایشاں کسانے را کہ مومن بباب نبودند نجس و واجب القتل می دانستند"۔

یعنی علی محمد باب کے پیرو ان لوگوں کو جو باب کو نہیں مانتے اور ان پر ایمان نہیں لاتے ناپاک اور واجب القتل اعتقاد کرتے ہیں۔"

اس خونخوار حکم کی تائید میں بہاء اللہ صاحب کے جانشین عبد البہاء صاحب آفندی باب کی کتاب البیان کی تصدیق میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کہ در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب، اعناق وحرق کتب و اوراق وہدم بقاع وقتل عام الا من آمن وصدق بود۔

کہ علی محمد باب کا حکم البیان میں یہی ہے کہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے اور آپ کی تصدیق نہیں کرتے ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ اور ان کا قتل عام کر دیا جائے۔ اور علوم و فنون اور مذاہب عالم کی جتنی کتابیں ہیں ان سب کو جلا دیا جائے۔ اور ان کا ایک ورق بھی نہ چھوڑا جائے جو نذر آتش نہ کر دیا جائے۔ اور جتنے مقامات مقدسہ اور قبور انبیاء وغیرہ ہیں ان میں سے بھی کسی کو نہ چھوڑا جائے سب کو گرا دیا جائے۔ تاکہ بابی مذہب کے سوا دوسرا کوئی مذہب دنیا میں باقی نہ رہے۔"

(تصدیق مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶)

دوسرا حکم۔ جو لوگ میرے دین میں داخل نہیں ہیں جہاں تک ممکن ہو ان سب کے اموال چھین لئے جائیں اور قدرت ملنے پر ان کو مجبور کیا جائے کہ اس مذہب میں داخل ہوں۔ مگر باوجود اس جبر کے اگر کوئی شخص اس مذہب کو قبول نہیں کرتا۔ تو اسے قتل کیا جائے۔

(البیان پانچویں واحد پانچویں باب)

تیسرا حکم البیان میں یہ دیا گیا ہے۔ کہ ہر بابی بادشاہ پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ اپنے علاقہ میں کسی غیر بابی سوائے کسی عام تجارت پیشہ کے آنے یا رہنے کی اجازت ہرگز نہ دے۔"

چوتھا حکم البیان میں یہ دیا گیا ہے کہ جو شخص علی محمد باب کو ناخوش کرے یا رنج پہنچائے۔ تو ایسے شخص کو جس طرح ممکن ہو جان سے مار ڈالا جائے"

ناظرین یہ دشمن انسانیت خونی احکامات آپ کے سامنے ہیں۔ ان انسانیت کے خون کے پیاسے احکامات کی موجودگی میں بابی اور بہائیوں کے پریم و محبت کے جھوٹے دعوے مذہب تو مذہب کے دشمنوں کے دلوں میں بھی محض تحفظ انسانیت کے لئے جو نفرت اور حقارت پیدا ہو وہ تھوڑی ہے۔ کیا ان ننگ انسانیت احکامات پر کسی بابی یا بہائی کی کوئی ملمع ساز تحریر سچائی کو جھوٹ سے بدل سکتی ہے۔ الحذر!

بہائی اور بہائی دوستوں سے گذارش ہے کہ شیشے کے محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنے سے احتراز کریں۔

قرآن مجید کی بیان کردہ تین صداقتیں سائنس کی بنیاد ہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ تقریر کا خلاصہ

۲۵ر جون بروز جمعرات نو بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے ریسرچ کے ڈائرکٹر چوہدری محمد عبد اللہ صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے ہمراہ عمارت اور سامان کا معائنہ فرمایا۔ اور پھر کارکنوں اور دیگر احباب جماعت کی موجودگی میں ایک نہایت اہم تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ درج ذیل کیا جا رہا ہے۔ تقریر کے بعد حضور نے تمام حاضرین سمیت دعا فرمائی۔

یہ انسٹی ٹیوٹ ۱۹۴۴ء سے قائم ہے۔ اس کا مقصد صنعتوں کے ذریعہ جماعت کے مالی پہلو کو مضبوط کرنا اور جماعت میں علمی اور صنعتی ترقی کی روح پیدا کرنا ہے۔ اس وقت اس ریسرچ میں ڈائرکٹر صاحب کے علاوہ (۱) چوہدری ناصر محمد صاحب سیال ایم۔ ایس۔ سی (۲) پیر معین الدین صاحب ایم۔ ایس۔ سی (۳) چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی (۴) ملک منور احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ بطور سکالر کام کر رہے ہیں۔ یہ جملہ سکالرز یورپ و امریکہ سے علمی تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ اور اب پوری محنت سے فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں کام کر رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ریسرچ کے مقاصد عالیہ کو جلد پورا فرمائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

آٹھ سال ہوئے میں نے قادیان میں یہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی تھی۔ وہاں پر اس کا کام شروع ہو گیا تھا۔ لیکن ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے بعد ہمارے پاس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ میں نے ایک دوست کو تحریک کی کہ وہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ربوہ میں بنانے کیلئے ایک لاکھ روپیہ جمع کریں۔ ایک لاکھ میں جمع کروں گا۔ ابھی تک میں تو اس بارے میں تحریک نہیں کر سکا۔ کیونکہ جماعت کے سامنے اور بہت سی تحریکات ہیں۔ لیکن اس دوست نے پچاس ہزار کے قریب روپیہ جمع کر دیا ہے۔ جس سے یہ عمارت تیار کی گئی ہے۔ اگر بقیہ رقم بھی جمع ہو گئی تو انشاء اللہ العزیز وسیع پیمانے پر کام جاری ہو جائے گا۔ اور یہ جلد ہی مکمل ہو جائے گی۔ سردست اس انسٹی ٹیوٹ میں پانچ ریسرچ سکالر کام کر رہے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس آسمانی کتاب نے کائناتِ عالم پر غور کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ دلائی ہے۔ وہ قرآن کریم ہے۔ دنیا کی کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں جس نے انسان کو کائناتِ عالم پر غور کرنے کا اس طرح واضح حکم دیا ہو جس طرح قرآن کریم نے دیا ہے۔ قرآن مجید نے اس بارے میں تین بنیادی امور بیان فرمائے ہیں۔

اول۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس دنیا کی تمام چیزیں مرکب ہیں کوئی چیز مفرد نہیں ہے۔ سب اشیاء میں ترکیب پائی جاتی ہے۔ فرمایا۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

دوم۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اشیاء کی وہ ترکیب ہر وقت عمل (Action) کر رہی ہے۔ یعنی ان کے نتائج کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت نئی شان اور ترکیب کے ساتھ تجلی فرماتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ کائنات عالم کی تمام چیزیں اس کی اصل تجلی سے متاثر ہوتی ہیں۔ اور ان مرکب اشیاء کا سلسلہ کسی جگہ پر ٹھہر نہیں جاتا۔ بلکہ آگے ہی آگے چلتا ہے۔ گویا ہر وقت نئے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ الف اور ب کے ملنے سے ج پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر ج اور د کے ملنے سے ق پیدا ہوتا ہے۔ غرض اسی طرح ایک لاانتہائی سلسلہ جاری ہے۔

سوم۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ان تمام اشیاء اور ان کی ترکیب سے پیدا ہونے والے نتائج کے اسرار کو معلوم کرنا تمہارا کام ہے۔ اس کام کو سرانجام دینے والے ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقلمند ہیں۔ اَلَّذِينَ يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ وہ لوگ جو آسمان و زمین کی پیدائش کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں۔ اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ اے خدا! تو نے اس کارخانہ کو بے حکمت پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا (آل عمران)

پھر قرآن مجید یہ بھی وعدہ کرتا ہے کہ جو لوگ قوانین الٰہی پر غور کریں گے۔ اور کائناتِ عالم کی حکمتوں کو سوچیں گے۔ ان پر ان کے اسرار ضرور کھولے جائیں گے۔ اور دنیا کے ذرہ سے لیکر خود خدا تعالیٰ تک ان لوگوں کے لئے کامیابی کا راستہ کھول دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کہ جو لوگ ہمارے پیدا کردہ عالم کے متعلق اور ہم تک پہنچنے کے لئے صحیح طریق سے کوشش کریں گے۔ ہم ان پر کامیابی کے راستے ضرور کھولیں گے۔

یہ تین اہم صداقتیں ہیں جن کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو ان کی طرف توجہ دلاتا ہے اور یہی تین امور سائنس کی بنیاد ہیں۔ ان حالات میں کس قدر تعجب کی بات ہوگی کہ مسلمان کائناتِ عالم سے غفلت حاصل کریں۔

دنیا میں مختلف خیال کے لوگ بستے ہیں بعض لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کی طرف توجہ کرنا مذہب کا کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ اُن کے نزدیک دنیا سے بے توجہ رہنا مذہبی آدمی کے لئے ضروری ہے۔ جیسا کہ بدھوں کا خیال ہے یا عیسائیوں کے بعض فرقے سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ دنیا کو صرف دنیا کے نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کو ہی اپنا منتہائے مقصود سمجھتے ہیں۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ وہ کائنات عالم پر غور کرتے ہیں اور بعض ایجادات بھی ایجاد کرتے ہیں۔ لیکن ان کے مذہب نے انہیں اس بارے میں کوئی ہدایت نہیں کی۔ ان کے مذہب اس پہلو سے سراسر خاموش ہیں۔ انہوں نے یہ طریق اپنے سے از خود ایجاد کر لیا ہے۔ لیکن قرآن کریم تو مسلمانوں کو نہ صرف کائنات عالم پر غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ بلکہ وہ اس کام کو مذہب کا ایک حصہ قرار دیتا ہے اور کوشش کے نتیجہ میں ثواب اور روحانی بدلے کی امید دلاتا ہے۔ اگر مسلمان اس پہلو سے غفلت اور سستی کریں۔ تو وہ صریح طور پر قرآن کریم کے احکام سے منہ پھیرنے والے قرار پائیں گے۔

جو لوگ صحیح طور پر کائنات عالم پر غور کرنے والے ہیں وہ بڑی محنت سے کام کرتے ہیں۔ میں نے بہت سے سائنسدانوں کے حالات پڑھے ہیں۔ وہ بڑے انہماک سے بارہ بارہ گھنٹے تک کام کرتے ہیں۔ اور پھر شاندار نتائج پیدا کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان بالعموم پانچ چھ گھنٹے کے کام کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ اسی لئے اپنے کام کی رپورٹ کرنے اور ڈائری لکھنے سے گھبراتے ہیں۔ تبلیغی کام کرنے والے اور ریسرچ میں کام کرنے والے اگر اپنے کام کی ڈائری لکھیں تو اس سے انہیں صحیح طور پر احساس ہو جائے کہ انہیں کتنا کام کرنا چاہیئے تھا۔ اور انہوں نے کتنا کیا ہے۔ بہت لوگ اس بارے میں یہ عذر کیا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے کام کرنا ہے یا ڈائری لکھنا ہے۔ ڈائری لکھنے اور رپورٹ کرنے میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ یہ عذر درحقیقت نفس کا دھوکہ ہوتا ہے۔ ڈائری وہی لکھ سکتا ہے جو صحیح طور پر کام کرتا ہے اور جو شخص کام نہیں کرتا وہ ڈائری لکھنے سے گریز کرتا ہے۔ ہمارا دنیا سے بہت بڑا مقابلہ ہے۔ ہماری یہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ دنیا کی لیبارٹریوں اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹوں کے مقابلہ میں بلحاظ اپنے سامان اور کارکنوں کے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اصل کام یہ ہے کہ انسان میں اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی روح پیدا ہو جائے۔ اور یہ روح محنت اور ایثار سے پیدا ہوتی ہے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہم نے بہت بڑے دشمن سے مقابلہ کرنا ہے۔ تو ہمارے اندر کام کرنے کی روح بڑھ جائے گی۔ ہمارے اس مقابلہ کی بنیاد روپے پر نہیں ہے۔ دنیا کے مقابلہ میں ہمارے پاس روپیہ ہے ہی نہیں نپولین کا قول ہے۔ کہ ناممکن کا لفظ میری ڈکشنری میں نہیں ہے۔ اس کے یہی معنے تھے۔ کہ نپولین کسی کام کو ناممکن نہیں سمجھتا تھا۔ ہاں وہ اُسے مشکل ضرور سمجھتا تھا اور پھر ہمت سے اُس کام کو سرانجام دیتا تھا۔ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے گزرے ہیں۔ کہ وہ اپنی اولوالعزمی سے سامانوں کے مفقود ہونے کے باوجود کامیابی کا راستہ نکال لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت مسلمانوں پر جو غفلت اور جمود کی حالت طاری تھی۔ اُس کو بیداری سے بدلنا ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آپ نے مسلمانوں کے اندر امید کی کرن پیدا کر دی اور اُنہیں بیدار کر دیا۔ یورپین مصنفین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کے ہندوستانی مسلمان لیڈروں یعنی سر سید احمد خان، امیر علی وغیرہ کو اپالوجسٹ (Apologists) یعنی معذرت کرنے والے قرار دیتے تھے۔ لیکن وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ کا طریق اسلام کی طرف سے معذرت خواہانہ نہیں بلکہ جارحانہ حملے کا طریق ہے۔ ابھی ایک مشہور مغربی مصنف نے تحریک احمدیت کا ذکر اسی انداز میں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مستقبل کے متعلق ایک ایسی جگہ بھی آتی ہے جہاں پہنچ کر

خلورش ہونا پڑتا ہے۔ تحریک احمدیت کے مستقبل کے ذکر میں اُس نے لکھا ہے کہ بہت سے گھوڑے جو گھوڑ دوڑ کی ابتدا میں کمزور نظر آتے ہیں وہی بسا اوقات اول نکلتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت مذہبی دنیا میں جو تغیرات پیدا ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں جس قدر بیداری نظر آتی ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے نتیجہ میں ہے۔ اب مسلمانوں میں سے ننانوے فی صدی لوگ وفات مسیح کے عقیدہ کو ماننے لگ گئے ہیں عصمت انبیاء کو ماننے لگ گئے۔ عدم نسخ قرآن کے نظریہ کو بھی ننانوے فی صدی لوگ ماننے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ گذشتہ بارہ سو سال میں علمائے اسلام قرآنی آیات کے منسوخ ہونے کا عقیدہ رکھتے آئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت لطیف رنگ میں انہی آیات سے بہت سی حکمتیں بیان فرمائیں جنہیں لوگ منسوخ سمجھتے تھے۔ اس طرح مسئلہ نسخ قرآن کی بنیاد کو آپ نے توڑ کر رکھ دیا۔ تمام وہ مسائل جو باقی دنیا اور مسلمانوں کے لئے اشتراک بلکہ مخالفانہ طور پر تقسیم کئے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو بدل دیا۔ پس ناممکن بات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ جب ہم قادیان سے نکلے ہیں۔ تو خود جماعت کا ایک بڑا حصہ کہتا تھا کہ اب ہمارے پاؤں کس طرح جمیں گے۔ لیکن دیکھو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ہمارا بجٹ پہلے سے زیادہ ہے۔ اور مخالفت کے باوجود جماعت کی ترقی ہو رہی ہے اقتصادی حالت بھی پہلے سے بہتر ہے۔ اگر جماعت کی صحیح تربیت کی جائے تو چند سے دگنے ہو سکتے ہیں میرے نزدیک ریسرچ سکالر کو یہ کبھی نہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ کوئی ایسی بات بھی ہے جو نہیں ہو سکتی۔ اس کو اپنی تحقیقات کے سلسلہ میں پھیلانے میں یہ بھی نہ ماننا چاہیئے۔ کہ میں دنیا کو پیدا نہیں کر سکتا (گو یہ پیدا کرنا مجازی رنگ میں ہی ہوگا) یہ تو درست ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ناممکن قرار دیدیا ہے۔ وہ بہرحال ناممکن ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں کہ جن چیزوں کو انسان کسی وقت ناممکن سمجھ لیں۔ وہ فی الواقعہ ناممکن ہوتی ہیں۔ ابھی جب ایٹم بم ایجاد ہوا۔ تو وہ سائنسدان جو کہتے تھے کہ دنیا کا کبھی خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ وہ کہنے لگ گئے کہ اس ایجاد سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ دنیا ختم ہو سکتی ہے۔ چار پانچ ماہ تک وہ لوگ Chain Reaction (تسلسل ردعمل) کے نظریہ کے ماتحت دنیا کے خاتمہ کے قائل رہے ہیں۔ بہرحال ریسرچ کرنے والے انسان کے لئے بہت بڑی وسعت ہے۔ دنیا میں ایک وقت میں ایک چیز ناممکن سمجھی جاتی ہے اور پھر وہ ممکن ہو جاتی ہے۔ گویا قدرت بھی اپنے دائرہ کو بڑھاتی رہتی ہے۔ پہلے لوگ دنیا کی لمبائی کا اندازہ روشنی کے تین ہزار سال سمجھتے تھے۔ جنگ کے بعد یہ اندازہ چھ ہزار سال تک پہنچ گیا اور اب نیا نظریہ یہ ہے کہ دنیا کی لمبائی روشنی کے چھتیس ہزار سال کے برابر ہے۔

اس وقت محققین کے دو نظریئے ہیں بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ دنیا Expand ہو رہی ہے۔ جوں جوں اجرام علمی طور پر آگے بڑھتے ہیں دنیا کی وسعت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ درحقیقت ابھی تک ہم نے صحیح اندازہ ہی نہیں کیا ہمارے سارے اندازے ناقص اور کم ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے۔ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ہر ایک چیز کی اُلجھنیں اللہ ہی حل کرتا ہے۔ اور ہر چیز انجام کار تیرے رب کی طرف پہنچتی ہیں گویا ہمارے سامنے Unlimited Sources (غیر محدود خزانے) موجود ہیں جن کی ریسرچ ہم نے کرنی ہے۔ لیکن ہمارے پاس سامان نہیں۔ ایٹم بم کے متعلق پانچ ہزار ورکر کام کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہاں صرف پانچ سات ورکر ہیں۔ پھر ان کے سامانوں کی زیادتی سے بھی ہمیں کوئی نسبت نہیں۔ اُن لوگوں کا بجٹ دو دو ارب کا ہوتا ہے۔ ہمارے ریسرچ کا بجٹ کو ان کے بجٹ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب سامان تھوڑے ہوں اور کام کرنے والے آدمی تھوڑے ہوں تو کام کی نسبت زیادہ ہونی ضروری ہے کم ہمت آدمی کام کی زیادتی کو دیکھ کر کہتا ہے کہ بہت کام ہے مجھ سے تو یہ ہو ہی نہیں سکے گا۔ اس لئے وہ کام چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور مختلف جھوٹے عذرات پیش کرتا ہے۔ لیکن اچھا آدمی کام کی زیادتی کی وجہ سے گھبراتا نہیں بلکہ کہتا ہے کہ میں کام کے لئے وقت کی مقدار کو بڑھا کر اور محنت میں اضافہ کر کے اس کام کو کر لوں گا۔ سوچ لو کہ جب دنیا کے سامنے یہ حقیقت واضح طور پر پیش ہو کہ ایک شخص ایسا ہے کہ زیادہ کام کو دیکھ کر اُس نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا۔ اور دوسرا ایسا ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے اس نے زیادہ محنت اور زیادہ ہمت سے کام کو سرانجام دیا تو دنیا اُن میں سے کس کو اچھا سمجھے گی۔ اور کس کو بُرا قرار دے گی صحابہؓ کی کامیابی تو خاص خدائی نصرت کا نتیجہ تھی۔ دنیوی طور پر بھی بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ جنہوں نے بظاہر ناممکن کاموں کو ممکن کر دکھایا ہے۔

سکندر، چنگیز خان، تیمور، بابر اور ہٹلر وغیرہ ایسے ہی لوگ تھے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے لوگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے اپنی قربانی اور ایثار سے بڑے بڑے کام کر دکھائے ہیں۔ کوئی کی گذشتہ ملک میں ایک کرنیل کا واقعہ میں نے پڑھا ہے کہ ایک قلعے کے فتح کرنے کے لئے وہ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑی پر چڑھ رہا تھا کہ درمیان میں اُسے گولی لگی۔ اور وہ زخمی ہو گیا۔ اُس کے سپاہی محبت کی وجہ سے اُس کی خبرگیری کے لئے بڑھے مگر اس نے کہا کہ تم لوگ مجھے ہاتھ مت لگاؤ، وہ سامنے قلعہ ہے۔ جس کا فتح کرنا ہمارا مقصد ہے جاؤ اور اس قلعہ کو فتح کرو۔ اگر فتح کر لو تو اس قلعے کے اوپر میری لاش کو دفن کرنا ورنہ مجھے کتوں کے کھانے کے لئے چھوڑ دینا۔ اُس کے اس جذبہ کا اسکے ساتھیوں میں وہ اثر ہوا کہ سب نے نہایت ہمت کے ساتھ جنگ کی۔ اور قلعے کو فتح کر لیا۔ پس دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں۔ صرف وہی کام ناممکن قرار دیا جائے گا جسے خدا ناممکن قرار دے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے قرآن کریم نے کائنات عالم کے رازوں کو جاننے کی طرف خود توجہ دلائی ہے۔ اور وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ صحیح روح سے اس راستے میں کام کریں گے وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ پس میں اس انسٹیٹیوٹ کے افتتاح کے وقت توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اندر قرآنی روح پیدا کرو۔ زیادہ محنت اور زیادہ وقت لگا کر کام کرنے کی عادت ڈالو۔ تب بہت سی چیزیں جو دنیا کے لئے ناممکن ہیں۔ تمہارے لئے ممکن ہو جائیں گی۔ تمہارے سامنے مشکلات کی کوئی دیوار نہیں۔ تم جس طرف بڑھنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے لئے دروازہ کھول دے گی۔ تمہارا یہ کام کوئی دنیوی کام نہیں بلکہ حقیقتاً دینی کام ہے قرآن مجید کے حکم کی تعمیل ہے۔ اور پھر اس ریسرچ میں حقیقی طور پر کام کرنے والے کارکن سلسلہ کے لئے مالی طور پر بہت مدد ہو سکتے ہیں۔ اور اخلاقی طور پر بھی اُن کے زیادہ محنت سے کام کرنے کو دیکھ کر ان کے اس کیریکٹر کا اثر باقی افراد اور خصوصاً تبلیغی کام کرنے والوں پر بھی پڑے گا اور اسی میں ہماری کامیابی کا راز ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ہمت اور عزم کے ساتھ زیادہ وقت لگا کر اور زیادہ محنت کے ساتھ کام کریں۔ خدا تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے۔ آمین۔

منقول از الفرقان جولائی ۱۹۵۲ء

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

نادہندہ اور لفب یادار فوری متوجہ ہوں

جماعت کی مالی مشکلات کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات احباب نے اکثر اخبارات میں پڑھے ہوں گے۔ جن سے احباب جماعت کو اس امر کا پورے طور پر احساس ہو گیا ہوگا۔ کہ سلسلہ اسوقت کتنی مشکلات کے نازک دور میں سے گزر رہا ہے۔ اور مرکز کی موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جماعت کے ہر فرد کو کس قدر مزید قربانیاں کرنے کی ضرورت ہے حضور فرماتے ہیں: "کہ تبلیغ رُک رہی ہے۔ مشن بیکار ہو رہا ہے۔ مرکز معطل ہو رہا ہے۔ اسلام اور احمدیت کے سپاہیو! ابھی وقت ہے۔ اُٹھو! اور اس عارضی غفلت کے پردہ کو چاک کر کے رکھ دو۔" اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک خطبہ میں ادائیگی چندہ جات کی موجودہ غفلت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ غفلت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب ہم مجبور ہیں کہ یا تو نصف کے قریب مشن باہر کے بند کر دیں۔ یا پھر نصف کے قریب جماعت کے افراد کو اپنی جماعت سے نکال دیں۔ کیونکہ وہ وعدے کو پورا نہیں کر رہے۔ ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار کئے بغیر ہمارا گزارہ نہیں چل سکتا۔ اگر جماعت کے ایک حصہ کو جو وعدہ کرتا ہے مگر اسکے ایفاء کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ الگ کرنا پڑے۔ تو ہم اس کے نکالنے میں ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے۔ میں نے ایک وسیع تجربہ کے بعد اور کلام الٰہی کے عمیق مطالعہ کے بعد اس حقیقت کو پا لیا ہے کہ خدائی سلسلوں میں افراد کی کوئی قیمت نہیں ہوتی صرف اخلاص کی قیمت ہوتی ہے۔ اگر جماعت کا کچھ حصہ کٹ جائے یا کاٹنا پڑے تو اس سے جماعت کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہ پھر بھی آگے ہی قدم بڑھائے گی۔" حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشادات کی تشریح کے محتاج نہیں۔ پس ہر شخص جو احمدیت میں داخل ہے اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ کہ کیا وہ جماعتی قربانیوں میں سو فیصدی حصہ لیکر اپنے فرض کو پورا کر رہا ہے اسی طرح جماعت کے عہدیداران کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اپنی اعلیٰ قربانیوں کا عملی نمونہ پیش کرنے کے علاوہ جماعت کے کمزور اور غافل افراد کو انکی ذمہ داری کا احساس دلا کر بیدار اور ہوشیار کریں۔ پس حضرت اقدس کے پیغام کی روشنی میں جملہ احباب جماعت اور بالخصوص عہدیداران وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے خود بھی قربانیوں میں آگے بڑھیں اور دوسروں کو بھی ان کی عارضی غفلت سے بیدار کریں اور کوشش کریں کہ ان کی جماعت میں کوئی بقایادار بے شرح یا نادہندہ باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ندائے آسمانی

(ٹریکٹ)

برادرانِ اسلام! اگر کوئی غیر ہوتا تو ہمیں بھلا اُس سے شکوہ و گلا کیا ہوتا۔ لیکن آپ تو اپنے تھے۔ ہمارا اور آپ کا اللہ ایک تھا، ہمارے اور آپ کے رسول خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک تھے، ہمارا اور آپ کا قبلہ دین اسلام ایک تھا، اور ہمارا اور آپ کا قرآن مجید و کلمہ طیبہ ایک تھا، ہم ایک ہی بیت اللہ شریف کے حج کرنے والے تھے۔ پھر یہ بھی تو دیکھیں کہ دشمن اسلام نے ہمارے اور آپ کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک کیا۔

آخر یہ اسی لئے ہوا کہ ہم اور آپ دونوں مسلمان کہلانے والے تھے۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر اُسی کی قسم کھا کر صدقِ دل سے یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود و امام مہدی قبول کیا ہے تو ہم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت حکم ربانی سمجھ کر قبول کیا ہے۔ ہم نے آپ کی صداقت کو قرآن مجید کے بیان کردہ ان معیاروں پر پرکھا جو اُس نے انبیاء و مرسلین کی صداقت کے لئے بیان کئے۔ ہم نے احادیث صحیحہ کی پیشگوئیوں کے ماتحت شناخت کیا۔ پھر اُن محبوبِ خدا اور اُمتِ محمدیہ کے بزرگانِ دین اسلام کی خوشخبریوں کو آپ کی ذات میں پورا ہوتا ہوا دیکھا، جو انہوں نے آنے والے مسیح موعود و امام مہدی کے لئے بیان کی تھیں۔ تب ہم ایمان لائے۔ تب ہم نے یقین کیا۔ پھر ہم نے اُن انسانوں کو دیکھا جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صحبت سے فیض یافتہ تھے۔ جن کو اس شخص کی نظر نے اُس کے اخلاقِ حسنہ نے اُس کے کلام و تحریر نے پاک کیا تھا۔ تب ہم نے یقین کیا کہ یہ اُسی پاک شجر کی شاخیں ہیں۔ ہم نے ان کی زبان تسبیح و تقدیس سے تر دیکھی جس پر قال اللہ و قال الرسول کے کلمات جاری تھے ہم نے ان بزرگوں سے قرآن مجید اور احادیث کے درس سنے اور اُن کی آنکھوں سے عشقِ خدا اور عشقِ رسول کی محبت میں آنسو جاری ہوتے ہوئے دیکھے۔ جو حقیقت میں ایک محبوب اللہ کے نشانات ہیں تب ہم نے اس امر پر یقین کیا کہ یہ اسی شخص کی صحبت و صداقت کا اثر ہے کہ ان کے دل ذات باری خدا اور اس کے رسول کی محبت سے معمور ہیں۔ ہم نے یورپ اور امریکہ کے سرخ و سفید انسانوں کو اور عرب و حبشہ اور افریقہ کے سیاہ فام انسانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو آپؑ کے مبلغین اسلام کی قوتِ قدسی کا شکار ہو کر کلمہ طیبہ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ محمدٌ رسول اللّٰہ پڑھتے ہیں۔ اور بعض جرمن سے، اور بعض امریکہ سے، بعض چین سے بعض شام و مصر سے مرکز احمدیت میں آئے۔ اور حصولِ دین اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ غرضیکہ ہم نے کچھ زمین میں اور کچھ آسمان میں نشانات و اشارات الٰہیہ دیکھے جنہوں نے اپنے مقرر کردہ نشانات سے اس کی صداقت پر گواہی دی۔ ہم نے اپنوں کو دیکھا اور بیگانوں سے سنا۔ ہم نے مشرق و مغرب کی سعید روحوں اور عشاقِ خدا سے یہی آواز بلند ہوتی ہوئی سنی۔ اور ہم نے اُس کی مقبولیت دنیا کے مشرق و مغرب اور اطرافِ عالم میں پھیلتے ہوئے دیکھی، ہم نے خدا کے فرشتوں اور خود بشاراتِ الٰہیہ کو سنا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بے شک ایک پاک اور سچے انسان تھے، اور آپ اپنے دعوئے مسیح موعود اور امام مہدی میں سچے تھے۔

علاوہ اس کے کیا یہ دلائل آپ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کچھ کم ہیں کہ وہ حضور کی اپنی اعلیٰ شخصیت آپ کے ساتھ تائید خداوندی آپ کا اپنے اعلیٰ مقاصد میں کامیابی اور آپ کی اعلیٰ پاکیزہ زندگی جس کے دوست و دشمن معترف تھے۔ اور پھر آپ بذریعہ دلائل و براہین اور معجزات و نشانات ہمیشہ اپنے مخالفین پر غالب رہے۔ پھر آپؑ کا پاکیزہ اور اعجازی کلام جو عربی اردو اور فارسی نظم و نثر میں موجود ہے۔ جس کے پڑھنے سے انسان پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور عشقِ خدا اور عشقِ رسول کی محبت سے آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے ہیں۔ اور پھر آپ نے اور آپ کے خادموں نے عملی طور پر بکسر الصلیب یعنی صلیبی مذہب بذریعہ دلائل و براہین پاش پاش کر دیا۔ اور مراکز تثلیث میں مسجدیں تعمیر کر کے اللہ اکبر کی اذانیں بلند کیں۔ تب ان دنوں کہ کفر اسلام کو کھاتا تھا۔ آپ نے ان مبارک ایام سے تبدیل کر دیا کہ اسلام کفر کو کھانے لگا۔ تب ہم نے یقین کیا ہے، تب ہم ایمان لائے ہیں اس لئے ہم خدا تعالیٰ کے حضور ان شواہد آسمانی و تائید الٰہیہ کی وجہ سے بری الذمہ ہیں۔ لیکن آپ کے لئے سخت خوف کا مقام ہے کہ اُس کا کلام و تحریر پڑھنے اور سننے کے بغیر صرف اس کے دشمنوں کے کذب و افترا، اور اعتراضات پر یقین کر رہے ہیں۔ اور اس جیسی اعلیٰ شخصیت، ایک نہایت جری پہلوانِ اسلام، ایک خادم الاسلام و خادم القرآن کی مخالفت کر رہے ہیں۔

اے برادرانِ اسلام! آپ دیکھیں تو سہی کہ اللہ تعالیٰ کا نور آپ کو اس جہان میں مل چکا ہے، اگر اُس کے فرشتوں کی آواز آپ سن چکے ہیں۔ جو آپ کو جنت کی بشارات دے چکی ہیں اور آپ کے مطمئن ہیں کہ آپ صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں تو آپ بیشک ایک خوش قسمت انسان ہیں۔ لیکن اگر آپ کے دل ذات باری خدا تعالیٰ کے نور سے محروم ہیں اور رویا، کشوف اور الہامات کے روحانی انعامات سے خالی ہیں۔ تو پیارے بھائیو! اب آپ ہی بتلائیں کہ کیا آپ کو اس جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں؟ جو حقیقی طور پر جماعت کہلانے کی مستحق ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ جس کا ایک خلیفہ و امام ہے جو بہترین مددگار و غمگسار غمخوار ہے، وہ جس کے سایۂ عاطفت میں سینکڑوں یتامیٰ، مساکین و بیوگان پرورش پا رہے ہیں۔ اور جو گذشتہ ۴۴ برس سے نہایت کامیابی و کامرانی سے اسلامی دنیا میں بے مثل نظامِ خلافت چلا رہے ہیں۔ اور اس جماعت کا ایک اسلامی بیت المال ہے جو مسلمانوں کی حیات و قیام زندگی کیلئے بطور قلب کے ہے۔ جماعت کا اپنا اسلامی القضاء ہے۔ خدا تعالیٰ نے نہ صرف اُس مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کو روحانی مائدہ اور علم لدنی سے نواز ا بلکہ اس کو وہ برکات رزق بھی عطا کی گئیں کہ بیک وقت چالیس پچاس ہزار مہمان آپ کے دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ پھر بھی اس کی برکات رزق ختم نہیں ہوتیں۔ پھر بھی اُس کا لنگر خانہ ہر آنیوالے مہمان کے لئے دن رات جاری رہتا ہے سو کیا آپ پر ایسے مسیح موعود امام مہدی کو ماننا لازم نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے ماتحت آیا اور جس امام الزمان کی شناخت کے بغیر جاہلیت کی موت مرنا ہے؟ یہی تو وہ ہے جس کو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجددِ زمان و امام الزمان کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کی پیشگوئی و آخرین منھم (سورۃ جمعہ۔ ترجمہ۔ اور آخری اُن میں جو ابھی صحابہؓ سے نہیں ملے) کے مطابق اہلِ فارس میں سے آیا اور جو وعدہ ربانی آیات قرآنی وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ سورۃ نور۔ ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح بجا لائے کہ وہ ضرور اُن کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جس طرح اس نے ان سے پہلے خلیفے بنائے) کے مطابق اُمتِ محمدیہ امتِ محمدیہ کا خلیفہ اور خلیفۃ اللّٰہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مذکورہ حدیث بخاری و اماماکم منکم (وہ تمہارا امام تم سے ہوگا) کو پورا کرنے والا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ نشان چاند و سورج گرہن رمضان ۱۳۱۱ھ ہجری میں آیا۔ جو اونٹوں کے بیکار ہونے کے وقت آیا۔ و لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا (مسلم باب نزول المسیح) جو دریاؤں کو پھاڑ کر نہریں بنانے کے وقت آیا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ وقت الآیات بعد المأتین (مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۲۷۱) پورے بارہ سو برس گذرنے کے بعد تیرھویں صدی میں ظاہر ہوا کیا تم اندھے ہو کہ شواہد زمینی و آسمانی سے آنکھیں بند کر لو گے جو خدا تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کے لئے دکھائے اور نعمتِ محمدیہ کی پستی و تنزل کو ترقی میں بدلنے کے اپنے پیارے محبوب مسیح موعود و امام مہدی کی صداقت کے لئے ظاہر کئے۔

سو اے برادرانِ اسلام! یہ تمام شواہد زمینی و آسمانی اس امر پر شاہد ناطق ہیں کہ جماعت احمدیہ حق ہے۔ اور یہ اسی صراطِ مستقیم پر گامزن ہے جس کے لئے صراط الذین انعمت علیھم میں دعا سکھائی گئی تھی۔ جو منشاء الٰہی کو پورا کرنے والی ہے۔ اور رضاء الٰہی کو حاصل کرنے والی ہے۔

سو اے برادرانِ اسلام! آپ اُس علاج روحانی و معالج آسمانی کو قبول کریں جو قرآن مجید کے نازل کرنے والے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے والے خدا نے اپنی اُمتِ محمدیہ اور اپنے عاشقوں اور محبوں کے دُکھ درد کاٹنے کے لئے اُن کی مایوسی و ناکامی کو خوشی و کامیابی میں بدلنے کے لئے عین وقتِ مقررہ پر بوقت ضرورت مبعوث کیا آپ اس روحانی مائدہ کو علم لدنی کی صورت میں کھائیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کے لئے آسمان سے نازل کیا۔ اور اُس نے مسیح موعودؑ نے اپنی قلم سے اسی سے زائد عربی اُردو اور فارسی کتب نظم و نثر میں تحریر کیں اور آپ اُس روحانی پانی کو پئیں جو بارانِ رحمت بنکر آپ کی پیاس بجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔

والسّلام و علیٰ من اتبع الھدیٰ

تبلیغ کا آسان ذریعہ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک ریڈنگ رومز میں تبلیغی اغراض کے پیش نظر اخبار و رسائل جاری کئے جاتے ہیں۔ اس طریق پر متعدد اصحاب کو صرف چند روپیہ سالانہ میں سال بھر کے لئے تبلیغ کا آسان ذریعہ میسر آسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو مالی وسعت دے رکھی ہے۔ مناسب ہے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ہمیشہ قائم رہنے والا ثواب حاصل کریں سلسلہ کو ایسے مخلصین کے تعاون کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ماہوار مساعی مجالس خدام الاحمدیہ

(بابت ماہ ہجرت ۱۳۳۲ ہش)

ماہوار رپورٹ کارگذاری مجالس خدام الاحمدیہ کا خلاصہ اس لئے شائع کیا جاتا ہے تاکہ دوسری مجالس اس کے پیش نظر اپنے خدام میں ترقی کی روح پیدا کر کے مسابقت حاصل کریں۔ نیز رپورٹ کارگذاری میں معین اعداد و شمار ہونے چاہئیں۔

قادیان محلہ ۱ ۔ تربیتی ممتاز احمد صاحب ہاشمی زعیم مجلس لکھتے ہیں کہ مبلغ پندرہ ۱۵ روپے چار آنے مختلف غرباء میں تقسیم کئے گئے۔ ایک کوٹ ایک مستحق کو دیا گیا۔ دو غرباء کو ایک روپیہ دو آنے کے دو ریلوے ٹکٹ وبس خرید کر دیئے گئے۔ راستے میں سے اکثر مقامات پر سے شیشے کے ٹکڑے اور کانٹے وغیرہ اٹھائے گئے۔ ساٹھ افراد کو مفت دوائی ہم پہنچائی گئی۔ دو دوستوں کو قرض سے کر دیا گیا۔ ایک غیر مسلم دوست کو ۱۴ میل سائیکل پر بٹھا کر پہنچایا گیا۔ دوسرے غیر مسلم دوست کو عاریتاً سائیکل دیا گیا۔ ۱۰ خدام نماز با ترجمہ سیکھ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے نماز با جماعت میں سو فی صدی حاضری رہی۔ ایک تربیتی اجلاس اور ایک جلسہ یوم خلافت اولیٰ کئے گئے۔ مسجد اقصےٰ میں درس قرآن شریف اور مسجد مبارک میں درس حدیث شریف ہوتا رہا۔ ۶ عمل اجتماعی و انفرادی کئے گئے۔ بچوں کو آداب نماز و مسجد سکھائے گئے۔ ۲۸۰ افراد کو تبلیغ کی گئی۔ ۸۰ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ محاید خاتم النبیین اور دس چھوٹی کتب برائے تبلیغ دی گئیں۔ ایک مندر میں جا کر دس افراد کو تبلیغ کی گئی جن پر خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر ہوا۔ خدام والی بال وغیرہ کھیلتے ہیں۔ پانچ خدام اعتکاف میں بیٹھے۔ سوائے چھ خدام کے جن کو شرعی معذوری تھی، باقی تمام خدام نے روزے رکھے۔

سکندر آباد (دکن) سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب قائد اور مسیح الدین صاحب معتمد مقامی لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ماہ چار روپے چھ آنے چندہ خدام الاحمدیہ دوسرے ماہوار چندوں کے ساتھ مرکز ارسال کیا جا رہا ہے۔ دو کان پر پانی پینے کا انتظام کر کے مسافروں کو پانی پلایا۔ ۵ روپے مالی امداد کی گئی۔ اسٹیشن پر بعض ہندو مسافروں کا سامان ریل میں چڑھایا۔ ریل کے ڈبے میں لائٹ کا انتظام کروایا۔ بعض پڑوسیوں کو غلہ سے مدد کی گئی۔ ۱۳۵۰ روپے مسلم و غیر مسلم احباب کو قرضہ حسنہ دیا گیا۔ ۶ احباب کو موٹر کے ذریعہ منزل مقصود پر پہنچایا گیا۔ چار تربیتی اجلاس ہوئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت خرفانی صاحب کا درس قرآن سنایا جاتا رہا۔ اور رمضان المبارک میں عصر کے بعد آدھا گھنٹہ صالح محمد صاحب درس فرماتے رہے بعد نماز فجر تفسیر کبیر کا درس ہوتا رہا۔ انفرادی تبلیغ کی گئی۔

حیدر آباد دکن ۔ محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایل ایل۔ بی قائد مجلس لکھتے ہیں۔ مبلغ ۱۸/ روپے چندہ مجلس خدام الاحمدیہ وصول کیا گیا۔ انفرادی طور پر خدام نے تین بیماروں کی عیادت کی۔ سڑک پر سے مضر رساں اشیاء اٹھائیں۔ ایک خادم نے بحالت روزہ پیدل سفر کر کے دوسرے غریب آدمی کو بس کا ٹکٹ خرید کر دیا۔ الوصیت کا درس دیا جاتا رہا۔ پانچ تربیتی اجلاس منعقد کئے گئے۔ انفرادی تبلیغ کا سلسلہ رہا۔ ۱۱/ ۱۲۰ ہجرت کو ظہیر آباد کے جلسہ سالانہ میں بعض خدام نے شرکت کی۔ قائد مجلس کو تقریر کرنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی برخاست جلسہ پر ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ صحت جسمانی کے لئے تیرنے کا پروگرام رکھا گیا۔ جس میں ۱۸ خدام و اطفال شریک ہوئے۔ اذان، حدیث، اور نظم میں اطفال کا امتحان لیا گیا۔

کلکتہ ۔ سید بدر الدین احمد صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں۔ چندہ خدام ۳۰/ روپے مرکز روانہ کئے گئے۔ بیکاروں کے لئے ملازمت کی تگ و دو جاری ہے۔ مسکینوں، ضرورت مندوں کو مالی امداد پہنچائی گئی۔ اور ضرورت مندوں کو لوکل فنڈ خدام الاحمدیہ سے بطور قرض امداد پہنچائی گئی۔ بیماروں کے گھر جا کر بیمار پرسی کی گئی۔ کتاب الوصیت خدام کے زیر مطالعہ رہی۔ قرآن کریم کے درس میں تمام دیگر اجتماعی دعاؤں میں خدام باقاعدہ شریک ہوتے رہے۔ رمضان میں چار مرتبہ ساری جماعت کو افطاری کا انتظام خدام نے کیا۔ حتیٰ کہ ایک افطاری کا انتظام اور کل اخراجات خدام نے اپنے لوکل فنڈ سے کئے۔ یوم وصال حضرت مسیح موعود انجمن احمدیہ میں خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام منایا۔ جس میں مولانا محمد سلیم صاحب فاضل اور منشی شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ نے تقریریں فرمائیں۔ تین سو مختلف الآراء کتابی سائز ۸ صفحہ مختلف دوستوں زیر تبلیغ احباب کو مطالعہ کے لئے دیا گیا۔ اور بذریعہ پوسٹ بھیجی گئی۔ مجموعی طور پر چھ گھنٹے غیروں پر تبلیغ پر وقت صرف کیا گیا۔ اپنی مسجد والی زمین پر ۳۵۰ فٹ سکوائر کے دو کمرے۔ ایک لائبریری اور دوسرا مستقل پاگران کے لئے تیار کئے گئے۔ ۱۸۰۰ فٹ سکوائر کا ایک ہال بنایا گیا ۸۰ فٹ لمبی اور ۱۰ فٹ چوڑی سڑک تیار کی گئی۔ ۴۰۰ فٹ مسقیاد زمین کے نشیب و فراز کی درستی کی گئی۔ دو پاخانہ پختہ۔ دو پیشاب خانہ پختہ۔ دو غسل خانہ اور حوض بنائے گئے۔ بجلی حاصل کر کے پانی جاری کرایا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد اور اس کے تمام لوازمات مکمل کر لئے گئے۔

ہجرت پور ضلع مرشد آباد ۔ عبد الستار صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں۔ دوران عرصہ میں معمولی چندہ وصول ہوا۔ دو تربیتی اجلاس کئے گئے۔ قرآن کریم و حدیث شریف اور کتب کا درس باقاعدہ ہوتا رہا۔ ۲۰ افراد زیر تبلیغ ہیں۔ پانچ خادموں نے مختلف مقامات میں زبانی تبلیغ کی۔ اور بنگال زبان میں چھپے ہوئے ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ۱۰ خدام نے ایک ہفتہ مسجد کی مرمت کی۔

صالح نگر ضلع آگرہ ۔ منور احمد خاں صاحب قائد مجلس لکھتے ہیں۔ مبلغ ۵/ روپے سے غرباء کی امداد کی گئی۔ ایک شخص کے گندم بوری سے بکھر جانے پر ایک خادم نے اس کی مدد کر کے گندم بوری میں بھروائے۔ درس تفسیر کبیر جاری رہا۔ ۱۵۔۱۰ افراد زیر تبلیغ ہیں۔ علاوہ ازیں زبانی اور بذریعہ اشتہار تبلیغ کی گئی۔ ۲ اجتماعی عمل کئے گئے جس میں مسجد کے آگے بد برسات کا پانی بھرنے کے مٹی ڈالی گئی۔ خدام صحت جسمانی کے لئے روزانہ ورزش کرتے ہیں۔

کشن گڑھ مدن گنج ۔ دلدار علی صاحب قائد اور مکرم جلال الدین خاں صاحب معتمد مقامی لکھتے ہیں۔ خدام نے کوشش کر کے بل کو چالو کرایا۔ جس سے ہزاروں مزدوروں کی مشکلات دور ہوئیں۔ کئی غریبوں کی امداد کی گئی۔ ۲۱ افراد کی تبلیغ کی گئی۔ مسجد کی چھت میں وقار عمل کر کے بانس دکڑیاں یعنی دھنیاں ڈالی گئیں۔ خدام کتب حضرت مسیح موعودؑ پڑھتے ہیں۔

کیرنگ (اڑیسہ) صلاح الدین خاں صاحب معتمد مقامی لکھتے ہیں۔ ایک مسکین کی امداد کی گئی خدام تربیتی اجلاس میں نماز اور نظم وغیرہ سناتے ہیں۔ اور شام کو روزانہ اردو پڑھتے ہیں۔ انسداد حقہ کشی کے لئے تحریک کی گئی مبلغ کے ساتھ مل کر تبلیغ کرتے ہیں پانچ عمل کئے گئے۔ جس میں مسجد۔ عیدگاہ۔ مدرسہ میں کام کیا گیا۔ خدام صحت جسمانی کے لئے فٹ بال کھیلتے ہیں۔

حیدر آباد دکن ۔ (بابت ماہ شہادت ۱۳۳۲ ہش) محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایل ایل۔ بی قائد اور محمد اسمٰعیل صاحب بیٹ کنڑا معتمد مقامی لکھتے ہیں۔ مبلغ ۱۶ روپے چندہ خدام وصول کیا گیا۔ ایک حاجت کی درخواست ٹائپ کر دی گئی۔ جس سے اس غریب کے ۲/۸/ بچ گئے۔ مبلغ ۵/ روپے ایک مفلس کو بطور امداد دیئے گئے۔ کشتی نوح کا درس ہوتا رہا۔ چار تربیتی اجلاس منعقد کئے گئے۔ جلسہ سالانہ حیدر آباد کے تمام انتظام خدام نے سنبھالے۔

ضروری اعلان

ہندوستان کے مختلف اور دور دراز علاقوں میں بفضل تعالیٰ اس وقت سوا سو کے قریب باقاعدہ احمدی جماعتیں ہیں جن کا تعلق مرکز قادیان سے قائم ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ متعدد مقامات پر جہاں باقاعدہ جماعتی نظام قائم نہیں ہے کئی ایک احباب اکیلے موجود ہیں۔ وہ بھی اپنا تعلق مرکز سے رکھتے ہوئے اپنا چندہ براہ راست مرکز میں محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوا رہے ہیں۔ لیکن نظارت میں وقتاً فوقتاً ایسی اطلاعات آتی رہتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی کئی مقامات پر احمدی دوست موجود ہیں۔ جو اپنے نام۔ مکمل پتہ اور دیگر کوائف بجٹ وغیرہ سے مرکز میں اطلاع نہیں بھجوا رہے۔ لہذا اعلان ہذا کے ذریعہ جملہ ایسے احمدی احباب (جہاں باقاعدہ جماعت قائم نہ ہو) درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے کوائف سے نظارت ہذا کو بعجلد از جلد اطلاع بھجوا کر ممنون فرماویں۔ تاکہ ان کے نام افراد کے بجٹ میں شامل کئے جا سکیں۔ اور آئندہ ادائیگی کیلئے توجہ دلائی جائے۔ چندہ کی جملہ رقوم مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائی جائیں۔ یا ہمارے احباب کو ایسے دوستوں کا علم ہو وہ مہربانی فرما کر ان کا نام مکمل پتہ اور کوائف سے دفتر ہذا کو مطلع کر کے ممنون فرماویں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

زمین کا اندرونی حصہ!

از مکرم خورشید عالم صاحب بی۔ ایس۔ سی (ٹیکنگ انٹرمیڈیٹ)

انسان نے سائنس کی مدد سے کیا کچھ نہیں کیا سمندروں کا سینہ اس نے چیرا۔ فضاؤں میں پرندوں کی طرح وہ اڑتا رہا اور زمین کا تو کوئی ایسا حصہ نہیں ہے۔ جہاں وہ نہ جا پہنچا ہو یا جہاں کے متعلق اُسے علم نہ ہوا ہو۔

قدرت کے رازوں سے واقفیت کی خواہش انسان کی بہت پرانی خواہش ہے۔ اپنے اپنے زمانہ میں اپنی دماغی صلاحیتوں کے مطابق انسان قدرت کے ان سربستہ رازوں کو کھولتا چلا گیا ہے۔ اور اب تک ان پر سے پردہ ہٹانے میں مشغول ہے۔ آج جبکہ دنیا کے تمام انسانوں کی عقل سائنس کے ان کرشموں میں ہی حیران ہے۔ سائنس دان ابھی اسے اپنی ابتدائی کامیابی قرار دیتے ہیں۔ آپ اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ سائنس دانوں کی لگن کتنی گہری ہے۔

زمین کی بناوٹ اور اس کے اندرونی حصہ کی ساخت کے متعلق جاننے کی خواہش بہت ہی پرانی خواہش ہے۔ ہندوؤں کی روایتی، افسانوی کتابوں میں (Mythology) یہ بات درج ہے کہ زمین ایک گائے کے سینگ پر ٹھہری ہوئی ہے۔ جب بھی وہ گائے آرام کی خاطر دنیا کو دوسرے سینگ پر لانا چاہتی ہے۔ تو زلزلہ آتا ہے۔ اور دنیا میں تباہی مچ جاتی ہے۔ ہمیں اس روایت کی اصلیت اور حقیقت پر بحث نہیں کرنی ہے کیونکہ اسے عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ اس روایت کے لکھنے کا مقصد اسی انسانی خواہش کے پرانے ہونے کا ثبوت پیش کرنا ہے۔ جو انسان کو زمین کے اندرونی حصہ کے جاننے کے متعلق ہے۔

بے شمار سائنس دانوں، خاص کر علم طبقات الارض (geology) کے ماہروں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ اس مسئلہ نے اتنا طول کھینچا ہے کہ مستقل ایک الگ علم کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اس علم کو انگریزی میں "جیوڈیسی" (geodesy) کہتے ہیں۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی آدمی بھی زمین کے مرکزی مقام تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے۔ جو بالکل یقین کے ساتھ بتا دے کہ مرکز میں کیا ہے۔

زمین کے نصف قطر کی لمبائی قریباً ۴ ہزار میل ہے۔ یعنی زمین کی اس سطح سے جہاں ہم کھڑے ہیں۔ اس کے مرکز تک کی لمبائی ۴ ہزار میل ہے۔ انسان اتنی گہرائی تک کیسے جا سکتا ہے؟ کانیں اور تیل کے کنوئیں چند میل سے زیادہ گہرے نہیں کھودے جا سکے ہیں۔ اس لئے جیوڈیسی کے ماہرین کے سامنے یہ ایک بہت سخت مسئلہ تھا۔ جب کبھی بھی سائنس دان کسی چیز کو براہ راست نہیں جان سکے۔ تو انہوں نے انہیں بالواسطہ جاننا چاہا۔ ایسے موقعہ پر ٹوٹے ہوئے وہ ستارے (MEOTORITES) ان کی مدد کو آئے۔ جن کے ٹکڑے کبھی کبھی ہم تک آ پہنچتے ہیں۔ ان ٹکڑوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ لوہا اور نکل کے اجزاء اور ان کے مرکب ہیں۔ سائنس دانوں نے کہا کہ سارے سیارے بشمول ہماری زمین کے ایک ہی مرکزی مقام (Nebula) سے نکلے ہیں۔ لہٰذا ہماری زمین بھی ان دو دھاتوں اور ان کے مرکبوں سے بنی چاہیئے۔ لیکن زمین کی وہ سطح جس پر ہم آباد ہیں۔ ریت خاک اور دوسری قسم کی مٹی سے بنی ہوئی ہے۔ سمندر کی سطحیں بھی گہرے رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ہیں۔ ان باتوں پر ایک زمانہ تک غور ہوتا رہا۔ اس کے بعد محققوں نے ایک بھٹی کی مثال دیتے ہوئے اُسے حل کرنا چاہا۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی کسی خاص دھات کو گلایا جاتا ہے تو سب سے نچلی سطح میں بھاری اشیاء یا خالص دھات بیٹھ جاتی ہے۔ اس پر Sulphides اور OXIDES کی تہیں جم جاتی ہیں۔ اور پھر سب کے اوپر slags یعنی خاک اور ریت وغیرہ جم جاتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ زمین کا اندرونی حصہ لوہا اور نکل سے مرکب ہے۔ اس کے اوپر Sulphides اور OXIDES کے خطے ہیں اور پھر ہمارا خطہ ہے۔

پھر ایک اہم سوال اُٹھا۔ وہ یہ تھا کہ یہ مرکزی مقام کس حالت میں ہے۔ آیا وہ پگھلی ہوئی حالت میں ہے یا سخت حالت میں۔ حرارت کی جو زیادتی زمین کی اندرونی سطح میں ہوتی جاتی ہے۔ اس کا قیاس کرنے کے بعد کوئی چیز بھی زمین کے مرکز میں نہ تو سخت حالت میں رہ سکتی ہے۔ اور نہ ہی پگھلی ہوئی حالت میں بلکہ اسے گیس کی حالت میں ہونا چاہیئے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس دباؤ (PRESSURE) کا خیال آگیا جو زمین کے بالائی حصے نیچے کے حصوں پر ڈال رہے ہیں۔

جب حرارت اور دباؤ کے اثرات کا اندازہ کیا گیا تو پھر یہ قیاس کیا گیا کہ وہ مرکزی مقام plastic حالت میں ہے جو ٹھوس اور مائع، دونوں کی درمیانی حالت ہے۔ سائنس دانوں نے اس موقعہ پر سمجھا کہ انہوں نے بہت بڑا تیر مارا ہے اور قدرت کے ایک بڑے راز کا انکشاف کیا ہے۔ انہوں نے بہت خوشی منائی۔ لیکن جب خوشی کا دور ختم ہوا۔ تو انہیں احساس ہوا۔ کہ ان کا یہ عظیم کارنامہ محض "فرضی" (Suppositions) پر انحصار کئے ہوئے ہے۔ جو کچھ انہوں نے سوچا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ فرضی ہے۔ اور براہ راست ثبوت بہت ہی معمولی قسم کا ہے۔

اس کے بعد سائنس دان کسی ایسے آلہ کی ساخت میں منہمک ہو گئے جس سے زمین کی اندرونی سطح جانی جا سکے۔ خوش قسمتی سے وہ Seismograph بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس آلہ سے زلزلہ کی لہریں۔ اس کی رفتار اور ان کی قسمیں معلوم کی جا سکتی ہیں۔

یہ پتہ لگایا گیا ہے۔ کہ ان لہروں کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی وہ جو صرف زمین کی بالائی سطح پر سے گذر جاتی ہیں۔ دوسری وہ جو گہرائی تک جاتی ہے۔ لیکن پگھلی ہوئی چیزوں کو عبور نہیں کرتیں اور منعکس ہو جاتی ہیں۔ تیسری قسم وہ قسم ہے۔ جو بہت گہرائی تک جاتی ہے اور پگھلے ہوئے حصہ میں جاذب ہو جاتی ہے

قصہ مختصر یہ کہ ان لہروں کے ذریعہ زمین کی اندرونی سطح اور اس کے مرکز کا جو پتہ لگایا گیا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل نقشہ سے ظاہر ہو گا

(۱) مرکزی حصہ جو لوہا اور نکل پر مشتمل ہے اور plastic حالت میں ہے۔

۱ — ۲ — ۳ — ۴
۱۲۰۰ میل — ۲۰۰ میل — ۱۵۰۰ میل — ۵۰ میل

(۲) Sulphide اور OXIDES کا خطہ

(۳) بھاری پتھروں کا خطہ۔

(۴) بالائی سطح۔

نوٹ:۔ میلوں میں ہر خطہ کی گہرائی دکھائی گئی ہے۔

اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ سارے سائنس دان اس بات پر متفق ہیں۔ ابھی ابھی امریکن رپورٹر نے اطلاع دی ہے۔ کہ کیلیفورنیا یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے بتایا ہے کہ مرکزی حصہ جو لوہا اور نکل پر مشتمل ہے وہ بالکل پگھلی ہوئی حالت میں ہے۔

میں ان بزرگوں سے جنہوں نے قرآن مجید کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ درخواست کروں گا کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں زمین کی بناوٹ پر اشارات کئے ہیں۔ وہ اسے بدر میں شائع کرا کر ممنون فرمائیں۔

یہ مضمون بہت ہی وسیع اور الجھا ہوا تھا لیکن میں نے ناظرین "بدر" کے لئے اسے بہت ہی مختصر اور آسان فہم بنانے کی کوشش کی ہے۔

اعلان برائے جماعت ہائے یو۔پی، بہار و اُڑیسہ

جملہ سیکرٹریان امور عامہ جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی۔ بہار و اڑیسہ کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم ناظر صاحب تعلیم و تربیت جو عنقریب دورہ پر تشریف لے جا رہے ہیں کے ساتھ ہر قسم کا تعاون فرما دیں اور اپنی اپنی جماعت کے جملہ قابل اصلاح امور ان کے گوش گذار کر کے ان کا حل اور اصلاح کروائیں۔ نیز اپنی اپنی جماعت کے کوائف مردم شماری مکمل رکھیں تاکہ مکرم ناظر صاحب کے پہنچنے پر جملہ امور کی تکمیل میں تاخیر نہ ہو۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس دورہ کو مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

تقرر عہدیداران جماعت مقامی قادیان

تا اپریل ۱۹۵۶ء

نمبر شمار	نام عہدیدار	عہدہ	نمبر شمار	نام عہدیدار	عہدہ
۱	مکرم مولوی برکت علی صاحب	جنرل سکرٹری	۴	مکرم بھائی شیر الدین صاحب	سکرٹری دعوۃ و تبلیغ
۲	″ چوہدری سکندر خاں صاحب	سکرٹری امور عامہ	۵	″ چوہدری عبدالقدیر صاحب	″ مال و وصایا
۳	″ مولوی محمد حفیظ صاحب	″ تعلیم و تربیت	۶	″ محمود احمد صاحب عارف	″ تحریک جدید

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

منظوری تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان و کشمیر

تا ۳۰ / اپریل ۱۹۵۶ء

نمبر شمار	نام جماعت	عہدہ	نام و پتہ جات عہدہ داران
۱	یاڑی پورہ	پریذیڈنٹ	مکرم حکیم غلام محمد صاحب۔ یاڑی پورہ ضلع اسلام آباد کشمیر
	″	سکرٹری مال	″ عبدالحمید صاحب ناک ″ ″ ″
	″	″ تبلیغ	″ میر غلام محمد صاحب ″ ″ ″
	″	″ تعلیم	″ عبدالحمید صاحب ناک ″ ″ ″
	″	″ امور عامہ	″ راجہ محمد ایوب خاں صاحب ″ ″ ″
	″	″ نشر و اشاعت	″ غلام نبی صاحب ناک ″ ″ ″
	″	″ وصایا	″ غلام محمد صاحب لون ″ ″ ″
	″	″ ضیافت	″ غلام محمد صاحب راتھو ″ ″ ″
	″	امین	″ راجہ عبدالرحمٰن خاں صاحب ″ ″ ″
	″	محاسب	″ میر عبدالحمید صاحب ″ ″ ″
	″	آڈیٹر	″ راجہ محمد ایوب صاحب ″ ″ ″
۲	موسیٰ بنی مائینز	پریذیڈنٹ	″ شیخ عبدالحمید صاحب موسیٰ بنی مائینز ضلع سنگھ بھوم بہار
	″	وائس ″	″ شیخ شعبان صاحب ″ ″ ″
	″	سکرٹری مال	″ عطاء الرحمٰن صاحب ″ ″ ″
	″	″ امور عامہ	″ شیخ ضمیر صاحب ″ ″ ″
	″	″ تعلیم	″ مبارک احمد صاحب ″ ″ ″
	″	″ ضیافت	″ داؤد خاں صاحب ″ ″ ″
	″	″ تبلیغ	″ عبداللہ خاں صاحب ″ ″ ″
	″	″ وصایا	″ عطاء الرحمٰن صاحب ″ ″ ″
۳	سری یار	پریذیڈنٹ	″ کالے خاں صاحب سری یار ڈاکخانہ الجیلا کھمی ضلع پوری اڑیسہ
	″	سکرٹری مال	″ ″ ″ ″
	″	″ وصایا	″ ″ ″ ″
	″	″ تحریک جدید	″ ″ ″ ″
		″ ضیافت	″ ″ ″ ″
	″	جنرل سکرٹری	مکرم خلیل الدین احمد صاحب فاضل ″ ″
	″	(تبلیغ و تعلیم	″ ″ ″ ″ ″
		(امور عامہ	″ ″ ″ ″ ″
۴	راٹھ	پریذیڈنٹ	مکرم اسرار محمد صاحب احمدی برادرز۔ راٹھ ضلع ہمیرپور
	″	سکرٹری مال	″ انوار محمد صاحب ″ ″ ″
	″	″ تبلیغ	″ محمد تقی صاحب مودہا۔ ڈاکخانہ رگول ضلع ہمیرپور
	″	″ تعلیم	″ اسرار محمد صاحب احمدی برادرز۔ راٹھ۔ ضلع ہمیرپور
۴	راٹھ	سکرٹری امور عامہ و ضیافت	مکرم وحید الحسن صاحب۔ احمدی برادرز۔ راٹھ ضلع ہمیرپور
	″	آڈیٹر	مکرم عبدالاکبر صاحب سکرٹری ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیرپور
۵	بھرت پور	پریذیڈنٹ	″ یعقوب حسین صاحب بھرت پور ضلع مرشد آباد بنگال
	″	سکرٹری مال	″ زین الحق صاحب ″ ″ ″
	″	″ تبلیغ	″ محمد یونس صاحب ″ ″ ″
	″	″ تعلیم	″ شمس الضحیٰ صاحب ″ ″ ″
	″	″ امور عامہ	″ کرم محمد سعید صاحب ″ ″ ″
۶	کالی کٹ	پریذیڈنٹ	″ وی عبدالقیوم صاحب
	″	جنرل سکرٹری و امور عامہ	″ ایم علی کویا صاحب
	″	سکرٹری تبلیغ	″ ایم ابوبکر صاحب
	″	″ تعلیم	″ ٹی۔ وی۔ عثمان صاحب
	″	″ مال	″ ایم۔ کے جن صاحب
	″	″ ضیافت	″ ٹی۔ علی صاحب
	″	فنانشل	″ ایم۔ اے حسن کویا صاحب
	″	آڈیٹر	″ کے۔ اے نجی الدین صاحب
			Anjuman Ahmadiyya 'west' Silk Street Calicut Madras
۷	صالح نگر	پریذیڈنٹ و سکرٹری امور عامہ	مکرم مستور احمد صاحب
	″	″ تبلیغ	مکرم محمد بشیر خاں صاحب
	″	″ مال	″ نور خاں صاحب
	″	″ تحریک جدید	″ حبیب احمد صاحب
			V. Salah Nagar P.O. Kagarole Distt Agra U.P.
۸	سونگھڑہ	سکرٹری مال و محاسب	مکرم سید غلام احمد صاحب
	″	سکرٹری امور عامہ و آڈیٹر	مکرم سید غلام محمد صاحب
			V. Rasul Pur P.O. Koad VIA Sale Pur Distt Cuttack ORISSA
	″	سکرٹری تعلیم	مکرم سید حسام الدین صاحب
		″ وصایا	″ عبدالخالق صاحب
	″	″ ضیافت	″ سید ضیاء الدین صاحب
			Kusamli P.O Sungra mahdi Pur Sungra
۹	ہیچہ مرگ	سکرٹری مال و امور عامہ	مکرم میاں راج محمد صاحب
	″	سکرٹری تعلیم و تبلیغ	مکرم غلام یاسین صاحب
		سکرٹری وصایا و تحریک جدید	مکرم سلام دین صاحب
			Hecha marg P.O. Hindwara Distt Baramulla Kashmir
۱۰	مانکا گوڈا	پریذیڈنٹ	مکرم مرزا شبر علی بیگ صاحب
	″	سکرٹری تبلیغ	″ عبدالحمید خاں صاحب
			Ahmadiyya Association Dalar sahi P.O. Manka goda Distt Puri (Orissa)

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ولادتیں (۱) مورخہ ۲ / ۷ / ۵۶ کو خدا تعالیٰ نے منشی محمد دین صاحب درویش کو لڑکا عطا فرمایا۔ [illegible] اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ (۲) مورخہ ۲۵ / ۷ / ۵۶ کو مولوی محمد شفیع صاحب عابد کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔

منتخب خبریں

لکھنؤ ۲۲ جولائی۔ یو۔ پی اسٹیٹ کمیونسٹ پارٹی کی کمیٹی نے ایک ہزار الفاظ پر مشتمل ایک قرارداد میں اردو کو علاقائی زبان قرار دیئے جانے کے مسئلہ پر اظہار خیال کیا۔ کمیٹی کی رائے ہے کہ ہندوستانی بولنے والے تمام لوگوں کی ایک زبان ہونی چاہیئے۔ لیکن اس زبان کو عوام خود ہی اپنی سماجی سرگرمیوں کے دوران ترقی دے سکتے ہیں۔ پارٹی نے اردو اور ہندی کی بحث کی تاریخ بیان کرنے کے بعد واضح کیا کہ برطانوی ملوکیت نے ملک کے ثقافتی رجحانات کو دو مختلف راستوں پر چلایا۔ اس کے نتیجہ میں دو متضاد ادبی اسلوب پیدا ہو گئے۔ اور دونوں دیہات اور شہروں میں عام طور پر بولی جانے والی زبان سے دور ہوتے گئے۔ آہستہ آہستہ یہ دونوں اسلوب حریف بن گئے اور مشترک ثقافتی مؤثر مخالفت کرنے لگے اس طرح نفاق انگیز اور رجعت پسندانہ رجحانات دونوں طرف سے ظاہر ہونے لگے۔ ہندی اور اردو میں جو اختلاف موجود ہے۔ کانگرس اس کو دور نہ کر سکی۔ اور مسلم لیگ نے یہ ظاہر کیا کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ اس طرح ایک مشترک زبان کے تصور کی نفی کی گئی۔

ہر ایک زبان نے دوسری تمام زبانوں کو کچل دینے اور بالادست ہو جانے کی کوشش شروع کر دی۔ ایک فریق نے ہندی میں سنسکرت کے مغلق الفاظ کی آمیزش کی۔ اور دوسرے نے ثقافتی اتحاد کی زبان کی مخالفت کا آغاز کر دیا۔

تقسیم ہند کے بعد

تقسیم ہند کے بعد رجعت پسندانہ عناصر ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں میں شامل ہو گئے۔ ہندوستان کے ان علاقوں کے اندر خصوصیت سے جہاں ہندوستانی بولی جاتی ہے۔ کانگرسی حکومتوں نے عمداً ایک ایسی پالیسی اختیار کر لی۔ جس کا مقصد اردو کو دبانا اور صوبہ کی ہندوی زبان کو سنسکرت آمیز بنانا تھا۔

اردو بولنے والوں کو ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ ان کے تمام ثقافتی ماضی کو کالعدم کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں اردو کے اندر فارسی اور عربی کے مشکل الفاظ داخل کئے جا رہے ہیں جس کا سمجھنا بنگالیوں اور سندھیوں وغیرہ کے لئے مشکل ہے۔

اردو کو غیر ملکی زبان بتانا اور یہ کہنا کہ ثقافتی میدان میں اس کا کوئی درجہ نہیں غلط ہے۔ اسی لئے کمیونسٹ پارٹی مطالبہ کرتی ہے کہ جمہوری اتحاد اور سماجی اور ثقافتی زندگی کی بیش رفت کے واسطے اردو کو مؤثر تحفظ دیا جائے۔

کمیٹی نے اردو کو تحفظ دینے کی مندرجہ ذیل صورتیں بیان کی ہیں۔

(۱) جن بچوں کی مادری زبان اردو ہو ان کو پرائمری اسکولوں میں اردو میں تعلیم دینے کا بندوبست کیا جائے۔

(۲) جو ثانوی اور اعلیٰ مدارس اردو بولنے والے طلباء کے مفاد کے لئے ہیں۔ ان میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کی اجازت دی جائے۔

(۳) تمام تعلیمی اداروں میں اردو کو اختیاری مضمون قرار دیا جائے۔

(۴) جن طلباء کی زبان مادری اردو ہو ان کو اجازت دی جائے کہ وہ اردو میں سوالات کے جواب لکھ سکیں۔

(۵) اردو ٹیچروں کی تربیت کا مناسب انتظام کیا جائے۔

(۶) اردو کے نصاب کی کتابیں شائع کی جائیں۔

(۷) تمام سرکاری عدالتوں اور دفتروں میں اردو میں درخواستیں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(۸) اہم سرکاری کاغذات کی نقول اردو میں مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے۔

(۹) سرکاری انعامات کے ذریعہ اردو لٹریچر کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ جیسا کہ ہندی کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔

(۱۰) جس طرح دوسری زبانوں کے ذریعہ تعلیم دینے والے اداروں کو سرکاری امداد دی جاتی ہے اسی طرح اردو کے تعلیمی اداروں کی بھی مدد کی جائے۔ اور اس معاملہ میں کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔

آخر میں اپیل کی گئی ہے۔ کہ جن لوگوں کی مادری زبان اردو ہے وہ اس کے تحفظ کا مطالبہ کریں۔ اور اس غرض سے جد وجہد جاری رکھیں لیکن جہاں جداگانہ رجحانات پائے جاتے ہوں ان کی مخالفت کریں اور عوام کی مشترک ثقافتی زندگی بنانے میں حصہ لیں۔

قاہرہ ۲۴ جولائی۔ کل مصر کے طول وعرض میں اس نجات دہندہ انقلاب کی سالگرہ منائی گئی جو ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء کو ٹھیک گیارہ بجے شب سے شروع ہوا تھا۔ قاہرہ جو ہمیشہ دلکش شہر رہا ہے کل بھی نہایت دلفریب اور دلکش نظر آ رہا تھا۔ شہر کا کوئی ایسا مکان نہیں تھا جس پر تحریک آزادی کا جھنڈا لہرایا ہو۔

صدر جمہوریہ مصر جنرل نجیب نے اس سالگرہ کے موقع پر جو تقریریں کیں ان کا ملخص یہی ہے کہ "اتحاد"، "ڈسپلن اور محنت"۔ صدر موصوف نے اپنی تقریروں میں اس بات پر زور دیا کہ ملک کی ترقی کے لئے محنت سے کام کرنے کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ دسویں سال سے مصر میں جو معاشی اور اخلاقی انحطاط ایک غافل اور بدکردار حکومت کی وجہ سے نظر آ رہا تھا۔ اس پر انقلاب نے قابو پا لیا ہے اور اب اہل مصر کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ معاشی ترقی اور اخلاقی قدروں کو حاصل کرنے کی جد وجہد کریں۔

مصری فوج نے انقلاب کے بعد کسانوں کو زمینیں تقسیم کرنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ کل سالگرہ کے موقع پر پورا کیا گیا۔ تاکہ اہل مصر کو یہ یقین ہو جائے کہ عہد وپیمان کے مطابق مصر میں زرعی اصلاحات ضرور ہوں گی۔

صدر آئزن ہاور کا پیغام مبارکباد

صدر آئزن ہاور نے وزیر اعظم مصر جنرل نجیب کو ان کے اقتدار کی پہلی سالگرہ کے موقع پر ایک پیغام مبارکباد بھیجا ہے۔

صدر آئزن ہاور نے اپنے پیغام میں کہا ہے۔ کہ "۲۳ جولائی ۱۹۵۲ء کے واقعات سے مصر میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ مصری قوم کو اپنا مستقبل سنوارنے کے لئے ایک نادر موقعہ ملا ہے اسے چاہیئے کہ اس کو تقویت پہنچائے کر مشرق وسطیٰ کو مستحکم بنانے اور اس طرح انسانیت کی فلاح وبہبودی کا کام کرے۔"

آئزن ہاور نے اپنے پیغام میں امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ برسوں کا نفرنس کے لئے مصر کو امن مسرت اور ترقی کا دور حاصل ہونے والا ہے!

شاہدین نے صدر آئزن ہاور کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ پیغام دراصل چھپے الفاظ میں جنرل الفاظ سے یہ درخواست کر رہا ہے کہ مسئلہ نہر سویز پر برطانیہ سے سمجھوتہ کریں۔ کیونکہ مشرق وسطیٰ میں مغربی دفاعی تنظیم کے لئے نہر سویز گویا ایک "اعصابی مرکز" ہے اور یہیں سے کوئی جنگ چھڑ سکتی ہے۔

نئی دہلی ۲۴ جولائی۔ نمائندگان شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے کل (جمعرات) ایک محضرنامہ میں وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو سے درخواست کی ہے۔ کہ حکومت پاکستان سے پاکستان میں سکھ گوردواروں کے تحفظ کی ضمانت لی جائے۔ انہوں نے اپنے محضرنامہ میں پنڈت نہرو سے یہ بھی کہا ہے کہ سکھوں کو پاکستانی گوردواروں کی زیارت اور دیکھ بھال کی اجازت بھی ملنی چاہیئے۔

واضح رہے کہ وزرائے اعظم ہندوپاکستان کی مجوزہ کانفرنس سے متعلق ایجنڈا میں پاکستان کے سکھ گوردواروں کا مسئلہ بھی شامل ہے

نمائندگان مذکور نے ایک وفد کی شکل میں پنڈت نہرو سے ملاقات کر کے انہیں اپنا محضرنامہ پیش کیا۔ اور معلوم ہوا ہے کہ پنڈت نہرو نے وفد کو یہ یقین دلا دیا ہے کہ کراچی میں ہونیوالی گفتگو کے دوران میں سرسری طور پر گوردواروں کے مسئلہ پر بھی تبادلہ خیال ہوگا۔ مگر اس کے بعد دلی میں جو کانفرنس ہوگی۔ اس میں یقیناً گوردواروں کے متعلق بھی تفصیلی گفتگو ہوگی۔ تقسیم ہند سے پہلے پاکستان میں ۷۰۰ سے زائد گوردوارے اور ان کے تحت (۲,۶۰۰,۰۰۰) دو لاکھ سالانہ آمدنی کی زمینیں ہیں جن کی مجموعی قیمت ۱۲ کروڑ روپے بتائی جاتی ہے۔

وفد نے دوران گفتگو پنڈت نہرو کو یہ مشورہ دیا کہ معاہدہ کا از سر نو تعین کیا جائے تاکہ وہ تین گوردوارے جن میں گورو نانک پیدا ہوئے رہے اور بعد میں ہندوستان کی حدود میں آ جائیں۔